حجیتِ حدیث
علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام

www.KitaboSunnat.com

فضیلت مآب شیخ ناصرالدین البانی

مترجم

حافظ عبدالرشید اظہر

اِدارۂ مُحدّث

مجلس التحقیق الاسلامی ○ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

المکتبۃ الرحمانیۃ
99۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر ....

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

www.KitaboSunnat.com

حجیتِ حدیث

جس میں کتاب وسنت کے واضح دلائل سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حدیث عقائد اور احکام میں ایک مستقل حجت ہے۔

تالیف:
علامہ محمد ناصر الدین البانی

ترجمہ:
حافظ عبدالرشید اظہر

ناشر
مجلس التحقیق الاسلامی
99 جے۔ ماڈل ٹاؤن لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

الرحمانیہ
ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
02601 نمبر 15522

ناشر ـــــــــ حافظ عبدالرحمٰن مدنی

طابع ـــــــــ چودھری رشید احمد

مطبع ـــــــــ مکتبہ جدید پریس

اشاعت اوّل ـــــــــ اپریل ۱۹۸۱ء

ھدیہ ـــــــــ ۹ روپے

ملنے کا پتہ

(۱) مجلس التحقیق الاسلامی ۔ فون نمبر ۸۵۲۸۹۷

۹۹۔ جے ۔ ماڈل ٹاؤن ، لاہور (۱۴)

(۲) مکتب الدعوۃ الاسلامیہ السعودی ۔

۵۸۔ ابوبکر بلاک ، نیو گارڈن ٹاؤن لاہور۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

(۱) فصل اوّل

صفحہ

(۱) سنّت کی طرف مراجعت واجب اور اس کی مخالفت حرام ہے۔ ۱۲
(۲) اتباعِ سنّت کا حکم قرآن سے۔ ۱۲
(۳) جملہ اُمور میں اطاعتِ رسول کا حکم، احادیثِ مبارکہ سے ۱۷
(۴) ان آیات و احادیث کا منشاء ۲۱
(۵) ہر دور میں عقائد و احکام میں سنّت کا اتباع لازم ہے۔ ۲۵
(۶) متاخرین کا سنت کو بجائے حکم بنانے کے اسے اپنے وضع کردہ اصولوں پر پیش کرنا۔ ۲۶
(۷) متاخرین کے ہاں سنّت کی اجنبیّت ۲۸
(۸) متاخرین کے مزعومہ عقائد، جن کی وجہ سے سنّت متروک ہوئی۔ ۲۹

فصل دوم

(۱) حدیث رسول پر قیاس کو مقدم کرنا باطل ہے ۳۰
(۲) حدیث پر قیاس و اصول کی تقدیم کا سبب ۳۲
(۳) احادیث صحیحہ کی چند مثالیں، ان قواعد کی وجہ سے جن کی مخالفت کی گئی۔ ۳۴

فصل سوم

(۱) خبر واحد عقائد و احکام میں حجّت ہے ۳۹
(۲) ایک شبہ اور اس کا ازالہ ۴۰
(۳) اخبارِ آحاد کو حجت تسلیم نہ کرنے کا عقیدہ وہم و خیال پر مبنی ہے۔ ۴۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحہ

(۴) عقائد کے متعلق خبر واحد سے حجیت کے وجوب پر دلائل ۴۳
(۵) دلیل اوّل ۴۴
(۶) دلیل ثانی ۴۴
(۷) دلیل ثالث ۴۵
(۸) دلیل رابع ۴۶
(۹) امام شافعیؒ خبر واحد سے عقیدہ ثابت کرتے ہیں ۔ ۵۰
(۱۰) عقیدے کے متعلق اخبار آحاد سے عدمِ حجیت نو پید بدعت ہے ۔ ۵۱
(۱۱) بہت سی اخبار آحاد سے علم و یقین کا افادہ ۵۴
(۱۲) اخبار آحاد سے افادہ علم کا انکار سنت سے جہالت کے سبب ہے ۔ ۵۹
(۱۳) حدیث کے متعلق بعض فقہا کا موقف اور سنّت سے عدم واقفیت کی دو مثالیں ۶۱

چوتھی فصل

(۱) تقلید اور اسے مذہب و دین بنانا ۔ ۶۳
(۲) تقلید کی حقیقت اور اس سے تحذیر ۶۳
(۳) باب : تقلید اور اس کی نفی کا بیان ، تقلید اور اتباع میں فرق ۶۵
(۴) علم صرف اللہ اور اس کے رسول کے فرمودات کا نام ہے ۔ ۷۰
(۵) دلیل سمجھنے سے عاجز آدمی کیلئے تقلید کا جواز ۷۴
(۶) اہل مذاہب کا اجتہاد سے تصادم اور ہر ایک پر تقلید کو واجب قرار دینا ۷۶
(۷) آئمہ کے لئے تعصب اور ان کی تقلید فرض قرار دینے میں اہل مذاہب کی ان سے مخالفت ۷۸
(۸) مقلدین میں اختلاف کی کثرت اور محدثین میں اس کی قلت ۷۹
(۹) تقلید کے خطرات اور مسلمانوں پر اس کے آثار سیئہ ۸۴
(۱۰) نئی نسل کے فرائض ۸۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ اوّل

کلمہ طیبہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" دو باتوں پر مشتمل ہے۔

۱۔ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت ۲۔ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت

درحقیقت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی ہے۔ جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول (پیغامبر و نمائندہ) کی حیثیت سے ہو۔ دوسرے علماء اور بزرگوں کی اقتدار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے تابع ہے گویا مسلمان کا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے حقیقی تعلق صرف "رسالت" کا ہے اگر وہ آپؐ کو اللہ تعالیٰ کا رسول مانتا ہے تو آپؐ کی جتنی مدح وثنا یا اطاعت واتباع کرے وہ اس کے ایمان میں اضافہ کا باعث ہوگی۔ لیکن رسالت تسلیم کئے بغیر آپؐ کی جملہ مدح سرائی ایک دنیاداری ہے اس کی دینی حیثیت کوئی نہیں۔ چنانچہ غیر مسلم مستشرقین اور نام نہاد مسلمانوں کا دعوائے عقیدت آپ کو "خاتم الرسل" مانے بغیر بے وزن ہے۔

یہ درست ہے کہ آپ کی اسی حیثیتِ رسالت کو دھندلا کرنے میں رسم پرستی اور اندھی تقلید نے ایک کردار ادا کیا ہے۔ لیکن اس کا علاج تو یہ تھا کہ غیروں کی تقلید کے بندھن توڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اتباع کا صحیح رشتہ قائم کر کے اسے مضبوط سے مضبوط تر بنایا جاتا۔ لیکن سازشی عناصر نے مسلمانوں کی اس کمزوری کو بھانپ کر انہیں "سنت رسولؐ" سے ہی برگشتہ کرنا شروع کر دیا رسولؐ اور غیر رسول کے فرق کو مبہم بنا کر "روایت وحدیث" کے خلاف ایک محاذ کھڑا کر لیا۔ حالانکہ امت میں فرقہ بندی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا اصل باعث غلط تعصب اور ہٹ دھرمی ہے جو من مانی راستے اور خواہشات کی بے راہ روی سے فروغ پاتے ہیں جن کا ایک پہلو تقلید ہے تو دوسرا الحاد، جبکہ اس افراط تفریط سے بچانے والی متعدل راہ "اتباع سنت" کیلئے "روایتِ حدیث" کی ہے۔

چونکہ روایت حدیث کا اصل مقصد کتاب اللہ کی عملی تعبیر سنّت وسیرت رسول ؐ کی پہچان ہوتی ہے۔ جس کیلئے وسیع علم "درایت حدیث" کی ضرورت ہوتی ہے، وہ انحطاط کے دور میں بہت کم رہ گیا ہے چنانچہ آج ملحدین کا کامیاب حربہ "تشکیک" ہے یعنی اکثر غیرثابت شدہ احادیث یا بعض صحیح احادیث کا معنی غلط کر کے "قرآن کریم" کی من مانی تفسیر کے ذریعے تضاد پیدا کر کے یہ تاثر دینا کہ اسلام کی چودہ سوسالہ عملی تاریخ بشمول سیرت رسول ؐ ایک عجمی سازش ہے۔ اگرچہ دور حاضر کے بعض ملحدین نے سیرت رسول ؐ کو ہنگامی اور وقتی بنا کر نعوذ باللہ سازشی کا لقب دینے سے بظاہر احتراز کیا۔ لیکن جس طرح "دورِ رسالت" کے روایتی ذخیرے کو جو درحقیقت "تبیین کتاب" کی ایک معجزانہ حفاظت کا کام ہے، جاہلانہ مذاق بنا رکھا ہے وہ ان کے مکروہ عزائم کی نقاب کشائی کرتا ہے۔

در اصل تقلیدی تعصب نے حدیث کو حدیث سے ٹکرا کر اپنے سلئے فرقہ بندی کا راستہ نکالا تھا تو الحادی خواہشات نے حدیث کو قرآن سے ٹکرا کر دین وملت پر ہاتھ صاف کرنے کا عزم کر رکھا ہے۔ ایک دور میں اسی ٹکراؤ اور تناقص کا شکار قرآن کریم بھی رہا ہے لیکن کم ازکم مسلمانوں میں اس کی پذیرائی نہ ہو سکی۔ لہذا بالواسطہ رسول ؐ کو قرآن سے ٹکرا کر یہی مقصد پورا کیا جا رہا ہے عظیم تابعی حضرت سعید بن جبیرؒ نے اسی ذہن پر اپنے دکھ کا اظہار ان الفاظ میں کیا تھا: "میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سناتا ہوں اور تو اس میں اللہ کی کتاب سے معارضہ پیش کرتا ہے۔ حالانکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی کتاب کو تجھ سے زیادہ جانتے تھے[1]۔"

---

[1] الدارمی، ج ۱، ص ۱۱۵، باب السنۃ "قاضیۃ علی کتاب اللہ"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام شافعی نے کتاب و سنت کے باہمی ربط اور اسی قسم کے شبہات کے ازالے کیلئے اپنی مشہور تصنیف "الرسالہ" لکھی۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ قرآن کریم سنتِ رسول سے مستغنی ہے تو میرا خیال ہے کہ نزولِ قرآن اور ترتیبِ آیاتِ قرآنی بھی الہامی ہونے سے جاتی رہیں گی۔ بلکہ دُور کیا جائیے قرآن کے ساتھ یا قرآن کے لئے رسولؐ کا بھیجنا ہی بے مقصد ہو جاتا ہے کیونکہ قرآن کا کلامِ الٰہی ہونا بھی سنت سے ہی ثابت ہے اور ترتیبِ آیات بھی اللہ تعالےٰ نے ہمارے سامنے قرآن پڑھا ہے اور نہ قرآن کریم میں یہ ذکر ہے کہ فلاں آیت فلاں کے بعد رکھی جائے۔ حالانکہ قرآن تھوڑا تھوڑا کرکے تیئیس سال میں مکمل ہوا۔ صرف عقیدت سے کوئی بات نہیں بنتی۔ غیر مسلم تو کیا بعض معروف ملحد بزعم خود مسلمان ادیب سنت سے انکار کی بنا پر یہ شوشہ چھوڑ چکے ہیں۔ بہر صورت آج جب مسلمانوں کی عقیدت کا توڑ علمی انکشافات کے نام پر حربہ "تشکیک" سے کیا جا رہا ہے تو علم "درایتِ حدیث" کو وسیع سطح پر پھیلانے کی ضرورت ہے۔

زیرِ نظر مقالہ علم درایتِ حدیث کا ایک پہلو ہے جس کے اصل مخاطبین اگرچہ ملحدین نہیں ہیں بلکہ تقلید کی بنا پر جو احادیث سے بے اعتنائی کی گئی اور بعض کج فہمیوں کی بنا پر خبرِ واحد وغیرہ کے مشکوک ہونے کے بارے میں جو شوشے چھوڑے گئے، ان کا جواب ہے۔ تاہم حجیت حدیث کی ان مباحث سے ملحدین کے شبہات کا ایک گونہ ازالہ بھی ہوتا ہے جو مسلمانوں کو اسلام کی عملی تعبیر سے بیزار کرنے کے لئے پھیلاتے رہتے ہیں۔ یہ موضوع آجکل ہمہ جہت کام کرنے کا ہے۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ دینی اور تحقیقی اداروں کو اس چیلنج کا خاطر خواہ جواب دینے کی توفیق عطا فرمائے وما النصر الا من عند اللہ العزیز الحکیم۔

حافظ عبد الرحمٰن مدنی
خادم مجلس التحقیق الاسلامی پاکستان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کچھ اس کتاب کے بارے میں

علامہ ناصر الدین البانی عصرِ حاضر کے عظیم محدّث ۔ ناقد حدیث اور ماہر رجال ہیں۔ آپ نے الحدیث حجۃ بنفسہ فی العقائد والاحکام" کے نام سے حجیّتِ حدیث کے موضوع پر ایک کتاب رقم فرمائی ہے جسے مولنا حافظ عبدالرشید صاحب اظہر نے اردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔

یہ ملک پاکستان کے نام سے عالم وجود میں آیا تھا۔ مقصد یہ تھا کہ اہل اسلام کیلئے ایک یگانہ مخصوص خطۂ ارضی ہونا چاہیئے جس میں انسانی ذہن کے اختراع کردہ قانون کے بجائے قانون الٰہی کی حکمرانی ہو۔ دین اسلام بحیثیت مجموعی اس میں نافذ ہو اور دین کا جو محدود تصور عوام الناس میں شائع و ذائع ہو چکا ہے اس کا ازالہ ہو جائے مگر افسوس کہ چونتیس ۳۴ سال کی طویل مدت گزر جانے کے باوصف یہ آرزو بر نہ آئی۔

سرزمین پاکستان پر کئی حکومتیں قائم ہوئیں اور اس ارضِ پاک کے مقصد وجود کی جانب ایک قدم بڑھائے بغیر صفحۂ کائنات سے مٹ گئیں۔ اسی پر بس نہیں۔ پاکستانی حکومتوں نے سرکاری سرپرستی میں زر کثیر صرف کر کے بزعم خویش جو دینی ادارے قائم کیے۔ وہ درحقیقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحاد و دہریت کے مرکز و ماویٰ تھے۔ ان کی سرپرستی کے لیے بڑے بڑے ملاحدہ کو بیش قرار مراعات و مشاہرات پر درآمد کیا گیا۔ ان اداروں کا مقصد وحید محض یہ تھا کہ اسلام کا ایک نیا مثنیٰ تیار کیا جائے اور اس کو ایسے دہریت مآب قالب میں ڈھالا جائے کہ وہ منکرات و فواحش کی راہ میں رکاوٹ نہ بن سکے۔ انسان جو جی میں آئے کر گزرے مگر اس کے باوصف اس پر اسلام کا لبادہ چسپاں رہے۔ علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا ؎

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں

پاکستانی حکومتوں کے قائم کردہ ادارے۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ، ادارہ تحقیقات اسلامیہ وغیرہ اس کی زندہ مثالیں ہیں۔ بی۔ ۲۵ گلبرگ لاہور میں قائم کردہ انکارِ حدیث پر مبنی ادارہ بھی انہی لادینی حکومتوں کی بدترین پیداوار ہے۔

مذکورہ صدر ادارے جو "خدمات جلیلہ" انجام دیتے رہے ان میں فرق و اختلاف ہو سکتا ہے۔ مگر ایک بات ان میں قدرِ مشترک کے طور پر پائی جاتی ہے اور وہ ہے فتنہ "انکارِ حدیث" اس فرق کے ساتھ کہ ان میں سے بعض ادارے تو علانیہ احادیث نبویہ کو دین میں حجت نہیں سمجھتے۔ بخلاف ازیں بعض مصلحت بینی کے تحت اس جسارت کے مرتکب نہیں ہوتے۔ تاہم فکر و نظر کا اُسلوب و انداز یکساں ہے اور اس میں کوئی فرق نہیں پایا جاتا۔ وہ اس انداز سے ان احادیث کی تاویل و تعبیر کرتے ہیں جس سے ان کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ یہ منافقانہ طرزِ فکر علانیہ انکارِ حدیث سے زیادہ خطرناک اور ضرر رساں ہے۔ اب موجودہ حکومت جو اسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آئی ہے اور اس سلسلے میں عملی اقدامات بھی کر رہی ہے۔ اس کے لئے "فتنہ انکارِ حدیث" ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ کیونکہ جدید اسلام کے نام پر اسلام کے عملی نمونہ "سنت رسول" سے پہلوتہی کے لئے یہ ایک فریب کارانہ چال ہے ظاہر ہے کہ جب قرآن کی عملی تعبیر پر ہی ہاتھ صاف کر دیا جائے اور من مانی تاویل کا رستہ کھول دیا جائے تو باقی کیا رہ جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے ساتھ ساتھ یہ امر اور بھی افسوسناک ہے کہ پاکستان میں جو دینی جماعتیں حدیثِ نبوی کو دین میں حجت سمجھتی اور اسے اسلامی قانون کا دوسرا سرچشمہ قرار دیتی ہیں ـــــ خصوصاً جماعت اہلحدیث ـــــ انہوں نے بھی حدیث رسول کے دفاع و حمایت کا فریضہ کما حقہٗ ادا نہیں کیا۔ مثبت انداز میں حدیثِ نبوی کی حجیت و اہمیت ثابت کرنے کی جانب حدیثِ رسول کی حامی اس جماعت نے توجہ مبذول نہیں کی۔ حالانکہ فتنۂ انکارِ حدیث کے علمبردار اس ملک میں برابر اس فتنہ کو ہوا دیتے رہے ہیں۔ غلام احمد پرویز کی ساری عمر حدیث کی مخالفت میں گزری ہے۔ مولوی محمد علی لاہوری نے مقامِ حدیث لکھ کر اپنے دل کی بھڑاس نکالی۔ مولوی عبداللہ چکڑالوی نے بھی بہت کچھ لکھا مختصر یہ کہ عوام کی اسلام سے ناواقفی سے فائدہ اٹھا کر حدیث و سنت کا احترام ختم کر دیا ہے۔

اس میں شبہ نہیں کہ ہمارے ملک کے بعض اکابر نے حدیثِ نبوی کی تائید و حمایت کی جانب توجہ مبذول کی اور خاصہ وقیع کام کیا۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے "حدیثِ رسول کی آئینی حیثیت" تحریر کر کے حجیتِ حدیث کو واضح کیا۔ مولانا محمد ادریس کاندھلوی مرحوم نے بھی اس موضوع پر ایک کتاب رقم کی۔ مولانا مناظر احسن گیلانی مرحوم نے "تدوینِ حدیث" لکھ کر حدیث نبوی سے متعلق بہت سے شکوک و شبہات کا ازالہ کیا۔ مولانا بدر عالم میرٹھی مرحوم نے ترجمان السنہ کے مقدمہ میں اس موضوع پر قلم اٹھایا۔ مولانا کرم شاہ بھیروی نے "سنت خیر الانام" تحریر کی۔ اس کے علاوہ بھی ہمارے ملک کے بعض علماء نے اس موضوع پر خامہ فرسائی فرمائی۔

حضرت مولانا محمد اسمٰعیل سلفی مرحوم اور مولانا شرف الدین صاحب دہلوی نے اس موضوع پر بلند پایہ مقالات لکھ کر اس کا بر وقت نوٹس لیا۔ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے اس پر ایک مبسوط کتاب تفہیمِ اسلام لکھی۔

ارضِ پاکستان کے باہر عربی بلاد و دیار کے بعض اکابر نے تو حجیتِ حدیث کے اثبات کا حق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ادا کر دیا۔ سرزمین شام کے ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی مرحوم نے "السنۃ و مکانتھا فی التشریع الاسلامی" کے نام سے اس موضوع پر سب سے زوردار کتاب لکھی میرے خیال میں عربی زبان میں اس موضوع پر جو کتب لکھی گئیں یہ کتاب ان سب سے زیادہ مدلّل اور وقیع ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر صبحی صالح کی علوم الحدیث، محمد ابوزھو کی "الحدیث والمحدّثون" عجّاج الخطیب کی "السنۃ قبل عصر التدوین" اس موضوع پر نہایت اہم اور جامع کتب ہیں۔ جب مصر میں فتنۂ انکار حدیث نے سر اٹھایا اور ابوریّہ منکرِ حدیث نے سنت نبوی کے خلاف زہر اگلا تو مصری علماء نے بروقت اس کا نوٹس لیا اور ابوریّہ کی تردید میں مستقل تصانیف تحریر کیں۔ احقر نے جب سے قلم سنبھالا اس موضوع کو کبھی نظر سے اوجھل نہیں ہونے دیا۔ ترجمہ و تالیف کے لیے قصداً وہ کتب منتخب کیں جو عربی زبان میں حدیث نبوی کی تائید و حمایت میں لکھی گئی تھیں۔ مثلاً ڈاکٹر سباعی، ڈاکٹر صبحی صالح اور پروفیسر محمد ابوزہو کی کتب کو اردو کے قالب میں ڈھالا۔ منکرینِ حدیث نے خادمِ حدیث صحابی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو خاص طور پر ہدفِ تنقید بنایا تھا۔ اس کا جواب دینے کے لیے احقر نے استاذ عجّاج الخطیب کی کتاب "حضرت ابوہریرہؓ" کو اردو کا جامہ پہنایا۔ اب ادارہ ناشرینِ قرآن اردو بازار لاہور اس کو شائع کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہے۔ حافظ ابنِ قیمؒ اور امام ابن حزمؒ حدیثِ نبوی کے بارے میں جو نظریات رکھتے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ احقر نے بطور خاص ان دونوں آئمہ حدیث کے سِیَر و سوانح پر مشتمل عربی کتب کو اردو کے قالب میں ڈھالا۔ یہ سارا کام حدیثِ نبوی کی حجیّت و اہمیّت واضح کرنے کے لیے کیا گیا۔

اب مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام یہ کتاب "حجیت حدیث" شائع کی جا رہی ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجلس کو اپنے نیک مقاصد کی طرف پیش رفت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

غلام احمد حریری
شعبہ اسلامیات۔ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل اوّل

سنت کی طرف مراجعت واجب اور اس کی مخالفت حرام ہے

برادرانِ گرامی! بلاشبہ اوائل عہدِ اسلام کے تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ سنتِ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہی زندگی کے تمام پہلوؤں میں شریعتِ اسلامیہ کا دوسرا اور آخری مرجع ہے مثلاً امورِ غیبیہ، عملی احکام، سیاست اور تربیت وغیرہ۔ اور یہ کہ کسی رائے یا اجتہاد و قیاس کی بناء پر کسی معاملے میں اس کی مخالفت جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ امام شافعیؒ اپنی کتاب "الرسالۃ" کے آخر میں فرماتے ہیں: لا یحل القیاس والخبر موجود[1] یعنی حدیث کی موجودگی میں قیاس جائز اور حلال نہیں ہے اور ایسے ہی متاخرین کے ہاں علماء اصول کا یہ قول مشہور ہے "اذا ورد الاثر بطل النظر" یعنی جب اثر مل جائے تو نظر (قیاس) باطل ہو جاتی ہے نیز لا اجتہاد فی مورد النص" مورد نص میں اجتہاد کی گنجائش نہیں ہے اس سلسلے میں ان کا استدلال و استناد کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے

اتباعِ سنت کا حکم قرآن سے!

کتاب اللہ میں بہت ساری آیات ہیں (جن میں سنتِ رسول اللہ کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے) ہم اس مقدمہ میں بطور نصیحت چند ایک کا ذکر کرنا کافی سمجھتے ہیں "فان الذکری تنفع المؤمنین" (پس بے شک نصیحت مومنوں کے لیے نفع بخش ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

---

[1] "الرسالہ" ص ۵۹۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَن يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا ۔ (الاحزاب ۳۶)

اور کسی مسلمان مرد یا مسلمان عورت کے لیے یہ نہیں ہوسکتا کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کسی بات کا حکم کر دیں اور پھر ان کو اس بات میں کوئی اختیار رہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا فرمان نہ مانے اور دوسروں کی رائے پر چلے) تو وہ کھلا گمراہ ہو چکا ہے۔

۲۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (الحجرات)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے سامنے بڑھ کر بات نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔

۳۔ قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ ۖ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ (آل عمران ۳۲)

(اے پیغمبرؐ) کہہ دیجئے! اللہ اور اس کے رسول کی بات مانو (ہر معاملے میں دین کا ہو یا دُنیا کا) پھر اگر وہ نہ مانیں تو اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتا۔

۴۔ وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا ۚ وَكَفَىٰ بِاللّٰهِ شَهِيدًا ۔ مَّن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ ۖ وَمَن تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۔ (النساء ۷۹، ۸۰)

(اے رسول) ہم نے تجھے اللہ کا پیغام لوگوں کو پہنچانے والا (بنا کر) بھیجا اور کافی ہے۔ اللہ (تیری رسالت پر) گواہی دینے والا، جو رسول کی اطاعت کرے پس تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جو کوئی پھر جاتے پس ہم نے تجھ کو ان پر نگہبان نہیں بھیجا۔

۵۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ فَإِن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا۔ (النساء ۵۹)

اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور حکومت والوں کا جو تم میں سے ہوں (اس پر) اگر تم کسی بات میں جھگڑا کرو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ اگر تمہیں اللہ اور پچھلے دن پر ایمان ہے (یہ تمہارے حق میں بہتر ہے) اور اس کا انجام بہت اچھا ہے۔

۶۔ وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِیْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (الانفال ۴۶)

اور اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو پس تم سست ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

۷۔ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ یَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (النور ۶۳)

رسول کے بلانے کو اپنے میں ایسا مت سمجھو جیسا کہ آپس میں ایک دوسرے کو بلانا سمجھتے ہو تحقیق اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جانتا ہے جو تم میں سے آنکھ بچا کر نکل جاتے ہیں پھر جو لوگ اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں مانتے انہیں ڈرنا چاہیے (دنیا میں کوئی مصیبت ان پر نہ آن پڑے یا آخرت میں) اُن کو دردناک عذاب ہو۔

۸۔ وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاعْلَمُوْا اَنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ۔ (المائدۃ ۹۲)

اور اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور (ان کی نافرمانی سے) بچو پس اگر تم نہ مانو تو جان لو کہ ہمارے رسول کا کام صرف کھول کر پہنچا دینا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۹) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ وَ
اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ۔ (الانفال: ۲۴)

جب رسول تمہیں ایسے کام کے لیے بلائے جس میں تمہاری زندگی ہو تو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو (فوراً جواب دو) اور یہ سمجھ لو کہ اللہ آدمی اور اُس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور تم کو (آخر) اسی کی طرف جمع ہونا ہے۔

۱۰۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ
فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ
نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ۔ (النساء ۱۳: ۱۴)

جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن کو (آخرت) میں ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے تلے نہریں بہہ رہی ہیں وُہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی حدوں سے بڑھے تو اللہ اس کو دوزخ میں لے جائے گا وُہ ہمیشہ اس میں رہے گا اور اس کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہوگا۔

۱۱۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ
يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ
اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ
رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا۔ (النساء ۶۰، ۶۱)

(اے پیغمبرؐ!) کیا تو نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جو دعوے کرتے ہیں کہ وُہ ایمان لائے اس پر جو اترا تیری طرف اور جو اُترا تجھ سے پہلے (اور پیغمبروں پر حالانکہ) وُہ چاہتے ہیں کہ اپنا مقدمہ شیطان کے پاس لے جائیں، حالانکہ ان کو حکم ہو چکا ہے کہ وُہ شیطان کی بات نہ مانیں اور شیطان چاہتا ہے کہ ان کو بہکا کر دور پھینک دے اور جب اُن سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا جاتا ہے کہ آؤ اس کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے اتارا اور آؤ رسول کی طرف تو منافقوں کو دیکھتا ہے کہ (راہِ حق سے) منہ پھیر لیتے ہیں۔

(۱۲) اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۔ (النور: ۵۲)

ایمان دار لوگ جب فیصلہ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف بلاتے جاتے ہیں تو بس یہی کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا اور یہی لوگ بامراد ہونگے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرتا رہے اور اس (کی نافرمانی) سے بچتا رہے تو ایسے ہی لوگ مراد کو پہنچیں گے۔

۱۳۔ وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (الحشر)

اور جو (کچھ) پیغمبر تم کو دے تو اسے لے لو اور جس سے منع کرے تو اس سے باز رہو اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

۱۴۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۔ (الاحزاب ۲۱)

(مسلمانو!) تم کو اللہ کے رسول کی پیروی کرنا تھی جو ان لوگوں کے لیے اچھی ہے جو اللہ تعالیٰ اور پچھلے دن سے ڈرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بہت یاد کرتے ہیں۔

(۱۵) وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۔ (النجم ۱۔۴)

قسم ہے تارے کی جب وہ نیچے کو چلے تمہارا ساتھی (پیغمبر) نہ تو بہکا ہے نہ بھٹکا۔ اور نہ وہ اپنی خواہش سے (کوئی) بات کہتا ہے اس کی جو بات ہے وہ وحی ہے جو اس پر بھیجی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتی ہے۔

۱۶۔ وَ اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ۔
(النحل: ۴۴)

اور اتارا ہم نے تجھ پر ذکر اس لیے کہ تو لوگوں کو سمجھا دے جو اُن کی طرف اترا، اس لیے کہ وہ خود بھی غور کریں۔

ان کے علاوہ بھی کئی آیات مبارکہ ہیں۔

جملہ امور میں اطاعتِ رسولؐ کا حکم

احادیثِ مبارکہ سے!

کتبِ احادیث میں بہت سی ایسی روایات موجود ہیں جن سے تمام دینی امور میں ہمارے لیے اتباعِ رسولؐ کا وجوب ثابت ہوتا ہے چند صحیح و ثابت روایات ذکر کی جاتی ہیں۔

۱۔ عن ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله عليه وسلم قال: كل امتی يدخلون الجنة الا من ابٰی، قالوا: ومن يأبٰی؟ قال من اطاعنی دخل الجنة ومن عصانی فقد ابٰی (اخرجه البخاری فی صحيحه۔ كتاب الاعتصام)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری تمام امت جنت میں داخل ہو گی سوا اس کے جس نے انکار کیا (صحابہؓ نے) کہا کون انکار کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی سو اُس نے انکار کیا۔ (بخاری)

۲۔ وعن جابر رضی الله عنه قال جاءت ملائكة الی النبی صلی الله عليه وسلم وهو نائم فقال بعضهم انه نائم وقال بعضهم ان العين

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نائمۃ والقلب یقظان فقالوا ان لصاحبکم ھذا مثلا، فاضربوا لہ مثلاً فقالوا مثلہ کمثل رجل بنی دارا وجعل فیہا مأدبۃ وبعث داعیا فمن اجاب الداعی دخل الدار واکل من المأدبۃ ومن لم یجب الداعی لم یدخل الدار ولم یاکل من المأدبۃ فقالوا اولوھا یفقھھا، فقال بعضہم ان العین نائمۃ والقلب یقظان، فقالوا فالدار الجنۃ والداعی محمد صلی اللہ علیہ وسلم فمن اطاع محمدا فقد اطاع اللہ ومن عصی محمدا صلی اللہ علیہ وسلم فقد عصی اللہ ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم فرق بین الناس۔ (اخرجہ البخاری ایضا۔)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فرشتوں کی ایک جماعت آئی جب کہ آپ سو رہے تھے، ان فرشتوں نے آپس میں کہا کہ اس تمہارے صاحب (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایک مثال ہے اس کو بیان کرو، ان میں سے بعض فرشتوں نے کہا آپ سو رہے ہیں اور بعض نے کہا کہ آنکھ سو رہی ہے اور دل جاگتا ہے (تم جو بیان کرو گے وُہ سمجھ لیں گے پھر وُہ بیان کرنے لگے) ان کی ایسی مثال ہے جیسے کسی شخص نے مکان تیار کیا اور لوگوں کو کھانا کھلانے کے لیے دستر خوان چنا، لوگوں کو دعوت دینے کے لیے ایک آدمی کو بھیجا (یہ بلانے والا سب کو دعوت دے رہا ہے) تو جس نے اس بلانے والے کی دعوت قبول کر لی اور اس کے ساتھ چلا آیا اور اس کے ساتھ اس مکان میں داخل ہو گا اور چنے ہوئے دستر خوان سے کھانا بھی کھائے گا اور جس نے اس دعوت دینے والے کی بات نہ مانی (اور دعوت کو قبول نہ کیا) تو وُہ نہ مکان میں داخل ہو سکتا ہے اور نہ کھانا کھا سکتا ہے۔ ان فرشتوں نے کہا کہ (اس مثال کی) تشریح و توضیح کر دو تاکہ وُہ اس کو سمجھ لیں، اس پر بعض نے کہا کہ آپ سو رہے ہیں (کیا سمجھیں گے) دوسرے نے جواب دیا آنکھ سوتی ہے دل جاگتا ہے تو وُہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہنے لگے کہ وُہ گھر جنت ہے (بنانے والا اللہ تعالیٰ ہے) اور دعوت دینے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، پس جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و پیروی کی اُس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت و پیروی کی (اور وُہ جنت میں داخل ہو گیا) اور جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اُس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی (اور وُہ جنت میں داخل نہیں ہو گا) اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان[1] فرق اور تمیز کرنے والے ہیں۔ (البخاری)

۳۔ عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: انما مثلی ومثل ما بعثنی اللہ کمثل رجل اتی قوماً فقال یا قوم انی رأیت الجیش بعینی وانی انا النذیر العریان فالنجاء النجاء، فاطاعہ طائفۃ من قومہ، فادلجوا فانطلقوا علیٰ مھلھم فنجوا وکذبت طائفۃ منھم فاصبحوا مکانھم فصبحھم الجیش فاھلکھم واجتاحھم فذلک مثل من اطاعنی فاتبع ما جئت بہ ومثل من عصانی وکذب بما جئت بہ من الحق۔ (اخرجہ البخاری ومسلم)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور اس دین کی مثال جو مجھے اللہ تعالیٰ نے دے کر دنیا میں بھیجا ہے اس شخص کی طرح ہے جو اپنی قوم کے پاس آیا اور کہا کہ اے قوم میں نے اپنی آنکھوں سے دشمن کو دیکھا ہے۔ میں تمہیں اس دشمن سے ہوشیار کرتا اور ڈراتا ہوں، لہٰذا اس دشمن کے آنے سے قبل اپنی نجات کی فکر کر لو اور بچنے کی کوئی صورت نکالو۔ اس کی قوم کے کچھ لوگوں نے اس کا کہا مان لیا اور راتوں رات آہستہ آہستہ وہاں سے چل پڑے، سو وہ دشمن سے نجات پا گئے اور کچھ لوگوں نے اس کو جھوٹا سمجھا، وہ صبح تک اپنے بستروں پر سوئے پڑے رہے۔ دشمن کا لشکر صبح ان پر ٹوٹ پڑا اور ان کو ہلاک کر دیا اور ان کی نسل کا خاتمہ کر دیا پس بالکل ایسی ہی مثال اس شخص کی ہے جس نے میری بات مان لی اور میری تابعداری کی اور جو احکام میں خدا کی طرف سے لایا ہوں ان کی پیروی کی اور

[1] یعنی کچھ لوگ آپ کی تصدیق کی وجہ سے مومن ٹھہرے اور کچھ آپ کی تکذیب کی وجہ سے کافر قرار پائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس شخص کی جس نے نافرمانی کی اور میری لائی ہوئی سچی بات کی تکذیب کی اور اس کو جھٹلایا۔ (بخاری و مسلم)

۴۔ عن ابی رافع رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا الفین احدکم متکئا علی اریکتہ یاتیہ الامر من امری مما امرت بہ او نہیت عنہ، فیقول لا ادری، ما وجدنا فی کتاب اللہ اتبعناہ (رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وصححہ ابن ماجۃ والطحاوی وغیرھم بسند صحیح)

ترجمہ: حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم میں سے کسی شخص کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ تخت پر تکیہ لگائے بیٹھا ہو اور میرے ان امور سے جن کرنے کا میں نے حکم دیا ہے یا جن سے میں نے منع کیا ہے کوئی امر اس کے پاس پہنچے اور وہ اس کو سن کر کہے کہ میں اس کو نہیں جانتا قرآن مجید میں جو کچھ ہم نے پایا ہے ہم اس کی پیروی کریں گے (جو قرآن میں نہیں ہے ہم اس کو نہیں مانتے)۔ (احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، طحاوی وغیرہ)

۵۔ عن المقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ، الا یوشک رجل شبعان علی اریکتہ یقول: علیکم بھذا القرآن، فما وجدتم فیہ من حلال فاحلوہ وما وجدتم فیہ من حرام فحرموہ وان ما حرم رسول اللہ کما حرم اللہ الا لا یحل لکم الحمار الاھلی ولا کل ذی ناب من السباع ولا لقطۃ معاھد الا ان یستغنی عنھا صاحبھا ومن نزل بقوم فعلیھم ان یقروہ فان لم یقروہ فلہ ان یعقبھم بمثل قراہ (رواہ ابوداؤد والترمذی والحاکم وصححہ واحمد بسند صحیح)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: حضرت مقدام بن معدیکرب سے مروی ہے انہوں نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار! بے شک مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اس جیسی ایک اور چیز (حدیث) بھی اس کے ساتھ دی گئی ہے۔ خبردار! عنقریب ایک آسودہ حال پیٹ بھرا آدمی اپنے تخت پر تکیہ لگائے بیٹھا ہوا یہ کہے گا کہ تم صرف قرآن کو لازم پکڑو پس جو اس میں حلال پاؤ اسے حلال جانو اور جو حرام پاؤ اس کو حرام جانو (حالانکہ جس کو رسول اللہ نے حرام قرار دیا وہ بھی ویسے ہی حرام ہے، جیسے وہ جسے اللہ نے حرام قرار دیا) خبردار! تمہارے لیے گھریلو گدھا حلال نہیں ہے اور نہ چیرنے پھاڑنے والا جانور (شیر، چیتا وغیرہ) حلال ہے (بلکہ حرام ہے) اور نہ کسی ذمی کی گری پڑی چیز کا اٹھانا حلال ہے مگر وہ چیز جس سے اس کا مالک بے نیاز ہو گیا ہے۔ اور جو شخص کسی کے ہاں مہمان بن کر ٹھہرے ان کو ضروری ہے کہ وہ اس کی مہمان نوازی کریں اگر وہ اس کی مہمان نوازی نہ کریں تو مہمان اُن سے اپنی مہمانی کے مطابق وصول کر سکتا ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی، حاکم، احمد)

۶۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ترکت فیکم امرین لن تضلوا بعدھما (ما تمسکتم بھما) کتاب اللہ وسنتی، ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض (اخرجہ مالک مرسلا، والحاکم مسندا وصححہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں، تم ہرگز ان کے بعد گمراہ نہیں ہو گے۔ (جب تک تم نے ان پر اعتماد کیے رکھا) اور وہ (۱) اللہ کی کتاب اور (۲) میری سنت ہے اور یہ قیامت تک ایک دوسری سے جدا نہ ہوں گی (مالک، حاکم)

ان آیات واحادیث کا منشا

ان نصوص میں جو آیات قرآنی اور احادیث نبوی سے ذکر کی گئی ہیں درج ذیل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہم ترین امور ہیں جنھیں ہم اجمالاً یوں بیان کر سکتے ہیں۔

۱۔ اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ مومن کو ان میں سے کسی سے بھی اختلاف کا اختیار نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی بھی ایسے ہی جرم ہے جیسے احکام خداوندی سے سرتابی اور یہ سراسر گمراہی ہے۔

۲۔ جیسے اللہ تعالیٰ کے سامنے تقدم (پیش قدمی) یعنی اس کے احکام کے سامنے باتیں بنانا ناجائز ہے ویسے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی آگے بڑھ کر باتیں کرنا (اجتہاد و قیاس) ناجائز اور ممنوع ہے اور سنتِ نبویہ کی مخالفت کے ناجائز ہونے سے کنایہ ہے۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لا تقولوا حتی یقول، ولا تامروا حتی یامر، ولا تفتوا حتی یفتی ولا تقطعوا امرا حتی یکون ھو الذی یحکم فیہ و یمضی [۱]

یعنی نبی علیہ السلام کے فرمان سے قبل تم کچھ نہ کہو، آپ کے حکم سے قبل کوئی حکم نہ دو، آپ کے فتوے دینے سے قبل کوئی فتوے جاری نہ کرو اور تم کوئی کام نہ کرو حتی کہ آپ اس کا حکم فرمائیں یا کر گزریں۔

۳۔ اطاعتِ رسول اللہ علیہ وسلم سے روگردانی صرف اور صرف کفار کی عادت ہے

۴۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانبردار ہی دراصل اللہ تعالیٰ کا اطاعت گزار ہے۔

۵۔ دینی امور میں کسی اختلاف یا تنازعہ کی صورت میں صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مراجعت واجب ہے۔ حافظ ابن قیم فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کا حکم فرمایا اور آپ کی اطاعت کے لیے فعل کا دوبارہ ذکر فرمایا (یعنی اطیعوا الرسول) میں اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ آپ کی اطاعت بالاصالہ اور مستقلاً واجب ہے بغیر اس کے کہ آپ کے ارشادات کو قرآنِ پاک پر پیش کیا جائے بلکہ آپ جب حکم فرما دیں تو

---

[۱] اعلام الموقعین ج ۱ صـ ۵۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی بجاآوری مطلقاً فرض ہو جاتی ہے خواہ اس حکم کا ذکر قرآن حکیم میں ہو یا نہ ہو۔ اس لیے کہ جیسے آپ کو قرآن دیا گیا ہے ویسے ہی حدیث بھی دی گئی ہے (اوتیت القرآن ومثلہ معہ) اور اللہ تعالیٰ نے اولی الامر کی اطاعت کو بالاصالہ اور مستقل طور پر واجب قرار نہیں دیا۔ (یعنی اس کے لیے الگ اطیعوا کا صیغہ استعمال نہیں فرمایا) بلکہ اسے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے ضمن میں رکھا گیا ہے علماء امت کا اس پر اتفاق ہے کہ (تنازعہ اور اختلاف کی صورت میں) اللہ کی طرف لوٹانے کا مطلب قرآنِ پاک کی طرف لوٹانا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹانے کا مطلب آپ کی زندگی میں آپ کی ذات کی طرف اور آپ کے بعد سنت کی طرف مراجعت کرنا ہے اور یہ ایمان کی شروط میں سے ہے۔

۶۔ تنازعہ ہو جانے کی صورت میں اس سے گلو خلاصی کے لیے سنّت کی طرف رجوع نہ کرنا شریعت کی نظر میں مسلمانوں کی کمزوری، پسماندگی اور ان کی قوت وشوکت کے زوال کا بہت بڑا سبب ہے۔

۷۔ آنحضرتؐ کی مخالفت پر تنبیہ، اس لیے کہ دنیا وآخرت میں اس کا انجام بُرا ہے۔

۸۔ آنحضرتؐ کے حکم کی مخالفت کرنے والے دُنیا میں فتنے اور آزمائش میں پڑنے اور آخرت میں عذاب الیم کے مستحق ہیں۔

۹۔ آنحضرتؐ کی دعوت پر لبیک کہنا اور آپ کے حکم کو تسلیم کرنا واجب ہے یہی پاکیزہ زندگی کا سبب ہے۔ دنیا اور عقبیٰ کی سعادت اسی سے وابستہ ہے۔

۱۰۔ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری جنت میں داخلہ کی ضمانت اور عظیم کامرانی ہے اور آپ کی نافرمانی اور مقرر کردہ حدُود سے تجاوز جہنم میں داخلے کا باعث اور رسوا کن عذاب کا موجب ہے۔

۱۱۔ منافقین جو بظاہر ایماندار اور دلوں میں کفر چھپاتے ہوتے ہیں) کی یہ صفت ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کہ جب انہیں اپنے مقدمات وقضایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی سنتِ مطہرہ پر پیش کرنے کو کہا جاتا ہے تاکہ اس کے مطابق فیصلہ ہو تو وُہ اسے تسلیم نہیں کرتے بلکہ اس سے رُک جاتے ہیں۔

۱۲۔ منافقین کے برعکس مومنین کا وصف یہ ہے کہ جب انہیں اپنے مقدمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کرنے کو کہا جاتا ہے تو وُہ بلا تاخیر اسے قبول کر لیتے ہیں اور قولاً وعملاً ہر طرح "سمعنا واطعنا" کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور بجا لائے اور یہ سمع واطاعت ان کے لیے باعث فلاح وبہبود ہے اور وُہ اسی سے حصول جنت میں سرفراز ہوں گے۔

۱۳۔ آنحضرت علیہ السلام نے ہمیں جو احکام دیے ان سب کی بجا آوری ہم پر واجب ہے جیسے ان تمام امور سے باز رہنا ضروری ہے جن سے آپ نے ہمیں منع فرمایا ہے۔

۱۴۔ اگر ہم رضاءِ الٰہی اور نجاتِ اخروی کے خواہاں ہیں تو ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی اپنے جملہ امورِ دین میں اسوہ د قدوہ تسلیم کرنا ہوگا۔

۱۵۔ آنحضرت علیہ السلام کی وُہ تمام گفتگو جو دین اور غیبی امور سے تعلق رکھتی ہے جنھیں عقل وتجربہ سے نہیں سمجھا جا سکتا، وُہ اللہ کی طرف سے وحی ہے جس میں باطل کی قطعاً آمیزش نہیں ہے۔

۱۶۔ سنتِ مطہرہ (احادیثِ مبارکہ) قرآن کی ہی توضیح وتشریح ہے۔

۱۷۔ قرآن، حدیث سے مستغنی نہیں کرتا بلکہ حدیث بھی قرآن کی طرح واجب الاتباع ہے اور جو شخص (بزعم خویش) قرآن پر عمل پیرا ہو کر سنت سے بے پرواہی اختیار کرتا ہے وُہ آنحضرتؐ کا نافرمان ہے اور مذکورہ بالا آیات کا بھی مخالف ہے۔

۱۸۔ رسولِ اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حرام کردہ امور دیسے ہی حرام ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ، نیز وُہ تمام چیزیں جنھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے علاوہ لاتے ہی (حلال اور حرام) ہیں۔ جیسے وہ چیزیں جنھیں قرآن کی صورت میں لائے، اس لیے کہ آپ کا یہ فرمان عام ہے (الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ)

۱۹۔ بے دینی اور گمراہی سے بچاؤ کی صرف یہی صورت ہے کہ قرآن وسنت پر اعتماد کیا جائے۔ یہ حکم تا قیامت جاری وساری ہے، کتاب وسنت کے درمیان تفریق جائز نہیں ہے۔

ہر دور میں عقائد واحکام میں سنت کا اتباع لازم ہے!

برادرانِ کرام! کتاب وسنت کی مذکورۃ الصدر بیان کردہ نصوص وادلہ جیسے اس بات پر قطعی دلالت کرتی ہیں کہ مطلقاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ لاتے ہیں اس کی اطاعت واجب ہے۔ جو شخص اپنے مقدمات وغیرہ کو سنت پر پیش کرنے اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنے پر راضی نہیں ہے وہ مومن نہیں ہو سکتا۔ میں قارئین کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ایسے ہی یہ نصوص اپنے اطلاق و عموم کی بناء پر دو اور اہم امور پر بھی دلالت کرتی ہیں۔

۱۔ اس حکم میں وہ تمام لوگ داخل ہیں جن کو قیامت تک یہ دعوت پہنچے گی، جیسا کہ ان الفاظ میں اس کی تصریح موجود ہے فرمایا: "لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ" یعنی تاکہ میں تمہیں ڈراؤں اور جن کو (یہ دعوت) پہنچے۔ نیز فرمایا "وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا" یعنی ہم نے تجھے تمام لوگوں کی طرف بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفسیر ان الفاظ میں کی ہے:

" وكان النبي يبعث الى قومه خاصة وبعثت الى الناس كافة (متفق علیہ)

(پہلے) نبی صرف اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

نیز فرمایا: " والذی نفسی بیدہ لا یسمع بی رجل من هذه الامة ولا یهودی ولا نصرانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ثم لم یؤمن بی الا کان من اھل النار" (رواہ مسلم وابن مندہ وغیرھما[1])

یعنی قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جس نے میری دعوت کو سنا خواہ یہودی ہو یا نصرانی، پھر اس پر ایمان نہ لایا وُہ اہل جہنم سے ہو گا۔

۲- یہ اطاعت و فرمانبرداری تمام امورِ دین پر مشتمل ہے۔ اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ وُہ کوئی علمی عقیدہ ہو یا عملی حکم یا اس کے علاوہ کوئی اور چیز۔ جیسے ہر صحابی پر واجب تھا کہ جب اُسے آنحضرت کی ذات سے یا کسی صحابی کے واسطے سے آپ کا کوئی حکم پہنچے تو اس پر ایمان لائے۔ اسی طرح تابعین پر بھی واجب تھا کہ وُہ اس پر ایمان لائیں جب انہیں وُہ صحابہ سے ملے۔

(۳) جیسے صحابی کے لیے جائز نہ تھا کہ وُہ آپ کی عقیدہ کے بارے میں کسی حدیث کو یہ دلیل دے کر رد کر دے نہ وُہ خبرِ واحد ہے جو اسے اپنے جیسے صحابی کے واسطے سے پہنچی ہے ایسے ہی ان کے بعد بھی کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وُہ حدیث کو خبرِ واحد ہونے کی وجہ سے رد کر دے جب تک اس کے رواۃ ثقہ ہوں۔ اسی طرح یہ حکم تا قیامت جاری و ساری ہے۔ تابعین اور ائمہ مجتہدین کے عہد میں اس پر عمل تھا جیسا کہ ذیل میں امام شافعی کی نص کا ذکر ہے۔

متاخرین کا سنت کو بجائے حکم ماننے کے اسے اپنے وضع کردہ اصولوں پر پیش کرنا

پھر ائمہ و مجتہدین کے بعد ایسے اخلاف آئے جنھوں نے بعض علماء کلام کے بنا کردہ اصولوں، علماء اصول اور فقہاء مقلدین کے مزعومہ قواعد کے سبب سنتِ نبویہ کو ضائع اور بے کار قرار دے دیا۔ ان قواعد و اصول کے نتیجہ میں حدیث مہمل اور بے معنی ہو گئی اور

---

[1] سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ص ۱۵۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشکیک کا دور شروع ہو گیا۔ انہی قواعد و اصول کی ایک اور قسم سامنے آئی جس سے آیت کا مفہوم الٹ ہو گیا اور بجائے اس کے کہ وُہ اپنے اصول و قواعد اور محاکمات و مقدمات کے لیے حدیث نبوی ﷺ کی طرف مراجعت کریں۔ انہوں نے اس کا الٹ کیا کہ سنت کو اپنے وضع کردہ اصول و قواعد پر پیش کرنا شروع کر دیا۔ جو حدیث ان کے اصول کے مطابق ہوتی اسے قبول کر لیتے اور جو مخالف ہوتی اسے ترک کر دیتے۔ یہیں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے درمیان جو گہرا تعلق تھا وہ منقطع ہونا شروع ہو گیا، خصوصًا ان میں سے متاخرین کے ہاں۔ اسی وجہ سے وُہ نبی علیہ السلام کے عقیدے آپ کی سیرت، عبادت، صیام و قیام، حج و احکام اور فتاوے سے جاہل اور بے علم ہو گئے۔ جب ان سے مسائل دریافت کیے جاتے ہیں تو وُہ یا تو کسی ضعیف حدیث سے جواب دیتے ہیں یا بے اصل روایت کا ذکر کرتے ہیں، یا یہ کہتے ہیں کہ فلاں کے مذہب میں ایسے ہے جب انہیں توجہ دلائی جاتی ہے کہ یہ حدیث صحیح کے خلاف ہے اور یاد دلایا جاتا ہے کہ حدیث میں اس طرح ہے تو وُہ حدیث کی طرف رجوع کے لیے تیار نہیں ہوتے اور ایسے شبہات پیش کرتے ہیں جن کے ذکر کی یہ جگہ نہیں ہے۔ اس کا سبب صرف وُہ اصول و قواعد ہیں جن کی طرف ابھی اشارہ کیا گیا ہے عنقریب ان میں سے بعض کا ذکر کیا جائے گا۔

یہ وبا عام ہو چکی ہے اور اس نے تمام بلادِ اسلامیہ، مجلاتِ علمیہ اور کتبِ دینیہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ بہت کم لوگ اس سے بچ سکے ہیں۔ آپ بہت کم ایسے مفتیوں کو پائیں گے جو خالص کتاب و سنت کی روشنی میں مسائل کا جواب دیتے ہیں بلکہ جمہور مفتیانِ کرام مذاہبِ اربعہ میں سے کسی مذہب پر اعتماد کرتے ہیں یا کسی مصلحت کے پیشِ نظر کسی دوسرے امام کا سہارا تلاش کرتے ہیں، سنت ان کے ہاں نسیًا منسیا ہو چکی ہے ہاں اگر ان کی کسی مصلحت کا تقاضا ہو تو پھر وُہ سنت کی طرف لوٹتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسے طلاق ثلاثہ کے بارے میں حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ میں ہے کہ آنحضرت علیہ السلام کے عہد میں ایک ہی شمار ہوتی تھی، چونکہ مصلحت کا تقاضا ہے، اس لیے انہوں نے اس حدیث کو بمنزلے بعض مذاہب مرجوحہ کے قرار دیا ہے۔ جب انہیں ضرورت نہیں ہوتی تو وہ اس حدیث اور اس کے قائل کے خلاف برسرِپیکار ہو جاتے ہیں۔

متاخرین کے ہاں سنت کی اجنبیت:

ذیل میں ہم ایک معروف اسلامی مجلہ کا جواب درج کرتے ہیں جو اُس نے کسی کے اس سوال کے بارے میں دیا ہے کہ "حیوانات بھی آخرت میں زندہ کیے جائیں گے یا نہیں" اس جواب سے فی زمانہ سنت کی اجنبیت اور اہلِ علم واصحابِ فتوے کی اس سے جہالت نمایاں اور واضح ہے فرماتے ہیں "قال الامام الآلوسی فی تفسیرہ "لیس فی ھذا الباب۔ یعنی الحیوانات۔ نص من کتاب او سنۃ یعول علیہ یدل علی حشر غیر الثقلین من الوحوش والطیور" یعنی امام آلوسی رح اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حیوانات کے بعث بعد الموت کے بارے میں کتاب و سنت میں کوئی نص نہیں آئی جس پر اعتماد کر کے یہ کہا جا سکے کہ جنوں اور انسانوں کے علاوہ حیوانات بھی قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے۔

یہ ہے تمام تر اعتماد جناب مفتی صاحب کا جس سے ان کا مبلغِ علم واضح ہو رہا ہے انہوں نے حدیث کو کس طرح مہمل کر دیا ہے۔ اہلِ علم کا سنت کے بارے میں یہ حال ہے عوام کا تو کہنا ہی کیا، حالانکہ مسئلہ مذکورہ کے بارے میں ایک سے زیادہ ایسی احادیث آئی ہیں جو صراحۃً دلالت کرتی ہیں کہ حیوانات کا حشر ہو گا۔ ایکدوسرے سے قصاص بھی دلایا جائے گا جیسا کہ صحیح مسلم شریف میں ہے:

"لتؤدن الحقوق الی اھلھا حتی یقاد الشاۃ الجلحاء من الشاۃ القرناء" یعنی حقوق ان کے اہل کو ضرور دلوائے جائیں گے حتی کہ بے سینگ کے بکری کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سینگ والی بکری سے بدلہ دلایا جائے گا اور حضرت ابن عمرؓ سے ثابت ہے کہ کافر جب اس قصاص کو دیکھے گا تو پکار اُٹھے گا: "یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا" کاش کہ میں (آج سے پہلے) مٹی ہو چکا ہوتا۔

متاخرین کے مزعومہ قواعد جن کی وجہ سے سنّت متروک ہوئی!

سوال: وُہ اصول و قواعد کیا ہیں جنھیں خلف نے وضع کیا حتیٰ کہ وُہ ان کی پیروی میں سنت سے منحرف ہو گئے۔؟

جواب: انہیں درج ذیل تین امور میں منقسم کیا جا سکتا ہے۔

اوّل: بعض علماء کرام کا یہ قول ہے کہ خبرِ واحد سے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا۔ آج بھی بعض مسلم داعین اس بات کے صراحۃً قائل ہیں کہ خبرِ واحد سے عقیدہ کا ثبوت جائز نہیں ہے بلکہ حرام ہے۔

دوم: وُہ بعض قواعد جنھیں بعض اہلِ مذاہب نے اپنے بنا کردہ اصولوں کی پیروی میں مقرر کیا ہے اس وقت مجھے ان میں سے درج ذیل مستحضر ہیں۔

(الف) خبرِ واحد پر قیاس کو مقدم کرنا[1]

(ب) جب خبرِ واحد (اپنے وضع کردہ) اصول کے خلاف ہو تو اسے رد کرنا[2]

(ج) جو حدیث قرآن کی نسبت کسی زائد حکم کو متضمن ہے اسے یہ دعوےٰ کر کے رد کر دینا کہ "یہ قرآن کی ناسخ ہے حالانکہ سنت قرآن کی ناسخ نہیں ہو سکتی[3]"

---

[1] ملاحظہ ہو "اعلام" ج ۱ ص ۳۲۷، ۳۰۰ شرح المنار ص ۶۲۳۔

[2] "اعلام" ج: ص ۳۲۹ و شرح المنار ص ۶۴۶)

[3] "شرح المنار" ص ۶۴۷۔ الاحکام ج ۲ ص ۶۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ی) تعارض کی صورت میں عام کو خاص پر مقدم کرنا یا قرآن کریم کے عموم کی خبر واحد سے تخصیص کو ناجائز سمجھنا[1]

(ک) عمل اہلِ مدینہ کو حدیث صحیح پر مقدم رکھنا۔

سوئم: تقلید اور اسے دین و مذہب بنانا۔

فصل دوم

حدیثِ رسول پر قیاس کو مقدم کرنا باطل ہے!

حدیثِ صحیح کو قیاس یا مخالفت اہلِ مدینہ وغیرہ مذکورہ بالا قواعد و اصول کی بنا پر ترک کرنا، ان آیات و احادیث کے صریح خلاف ہے جن کا ابھی ذکر ہوا، جو تنازع و اختلاف کی صورت میں کتاب و سنت کی طرف مراجعت کے وجوب کے متقاضی ہیں۔ بلاشک مذکورۃ الصدر قواعد کی وجہ سے حدیث کے ترک پر جمیع اہلِ علم کا اتفاق نہیں ہے بلکہ جمہور علماء ان قواعد کے خلاف ہیں اور کتاب و سنت کی پیروی کرتے ہوئے وہ حدیثِ صحیح کو ان پر ترجیح دیتے ہیں۔ چونکہ حدیث پر عمل واجب ہے خواہ اس کے خلاف پر اتفاق کا شبہ ہی کیوں نہ ہو۔ یا اس پر عمل کرنے والے کسی امام کا علم نہ ہو سکے۔ امام شافعی فرماتے ہیں: "ویجب ان یقبل الخبر فی الوقت الذی یثبت فیہ وان لم یمض عمل من الائمۃ بمثل الخبر"[2]

یعنی جونہی حدیث کا ثبوت مل جائے اسے قبول کرنا واجب ہے خواہ اس کے مطابق قبل ازاں کسی امام نے عمل نہ کیا ہو۔

---

[1] شرح المنار ص ۲۸۹، ۲۹۴۔ ارشاد الفحول ص ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۳، ۱۴۴۔

[2] الرسالۃ ص ۴۲۲-۴۶۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن قیم اعلام الموقعین میں ارشاد فرماتے ہیں :

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کسی کے قول عمل، رائے، قیاس اور اس کے خلاف پر اتفاق (جسے اکثر لوگ اجماع کا نام دیتے ہیں اور اسے حدیث صحیح پر مقدم سمجھتے ہیں) کو حدیث صحیح پر ترجیح نہیں دیتے تھے، امام احمد اس شخص کو جھوٹا سمجھتے ہیں جو اس قسم کے اجماع کا قائل اور مدعی ہے اور اسے حدیث ثابت پر ترجیح دینے کو جائز نہیں سمجھتے اسی طرح امام شافعی رح سے ان کی کتاب "الرسالۃ الجدیدۃ" میں ثابت ہے کہ جس چیز میں اختلاف کا علم نہ ہو سکے اسے اجماع نہیں کہا جا سکتا۔ آنحضرت علیہ السلام سے ثابت شدہ نصوص امام احمد اور دیگر ائمہ کے نزدیک اس سے بلند و بالا ہیں کہ ان پر اجماع کے واہمہ کو ترجیح دی جائے جس کا مفہوم صرف یہ ہے کہ" یعنی اس سے اختلاف رکھنے والے کسی شخص کا علم نہ ہو سکے۔ اگر اسے جائز جان لیا جائے تو تمام نصوص معطل ہو جائیں گی جسے بھی کسی مسئلہ کے حکم میں کسی مخالف کا علم نہ ہو سکے وُہ اپنے عدم علم اور جہالت کو نصوص پر مقدم جان لے اور اس کا نام اجماع رکھ لے[1]

امام ابن قیم رح دوسری جگہ فرماتے ہیں :

" ایسے شخص کے خلاف اسلافِ کرام کا غیظ و غضب بڑی شدت اختیار کر جاتا تھا جو حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں رائے و قیاس، استحسان یا کسی کے قول کو پیش کرنے خواہ حدیث کے مقابلے میں قول کا قائل کوئی ہو اور ایسا کرنے والے سے تعلق منقطع فرما دیتے اور جو اس کے لیے مثالیں بیان کرتا اس کے خلاف نکیر فرماتے، اور نبی علیہ السلام کے فرمان مبارک کو سمع و طاعت سے قبول کرنے اور اس کے لیے سراپائے تسلیم و رضا بننے کے علاوہ کسی چیز پر صاد نہ فرماتے، ان کے دل میں بھی یہ بات نہ کھٹکتی تھی کہ کسی کے عمل، قیاس اور اس حدیث کے مطابق قول کے سننے تک اس پر عمل کرنے سے توقف کیا جائے بلکہ وُہ اس آیت پر عمل پیرا تھے "وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ

---

[1] اعلام ج ا ص ۳۲/۳۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الیٰ .... من امرھم اور اس قسم کی دیگر آیات پر جن کا ذکر گزر چکا۔ لیکن ہمارا واسطہ ایسے لوگوں سے پڑا ہے کہ جب کسی سے کہا جاتا ہے کہ آنحضرت ؐ نے ایسا فرمایا ہے تو فوراً سوال ہوتا ہے کہ " اس کا کون قائل ہے (ائمہ میں سے) اور پھر اس کے مطابق کسی قائل کا علم نہ ہو سکنے کو وہ اس کی مخالفت اور اس پر عمل نہ کرنے کے لیے بہانہ بنا لیتا ہے اگر اسے اپنی ذات کی خیر خواہی مطلوب ہو تو وہ جان لے کہ یہ اس کا کہنا بالکل غلط اور باطل ہے۔ اس قسم کی جہالت کی بناء پر اس کا سنت کو ترک کرنا قطعاً جائز نہیں ہے۔

اور اس بارے میں اس کا عذر " عذرِ گناہ بدتر از گناہ " کی ذیل میں آتا ہے جبکہ اس کا اعتقاد ہے کہ سنت کی مخالفت پر اجماع منعقد ہو چکا ہے اور یہ مسلمانوں کی جماعت کے بارے میں سوءِ ظن ہے کہ وہ انہیں سنت کی مخالفت پر اتفاق کی طرف منسوب کر رہا ہے اور اس دعویٰ اجماع میں اس کا عذر اس سے بھی بدتر ہے۔ یہ اُس کی جہالت کا مظہر اور اس بات کی علامت ہے کہ اسے حدیث پر کسی عمل کرنے والے کا علم نہیں ہو سکا۔ بالآخر نتیجہ یہ نکلا کہ وہ اپنے جہل اور بے علمی کو سنتِ مطہرہ پر ترجیح دیتا ہے[۱]!

یہ اس شخص کا حال ہے جو اس ظن کے پیشِ نظر سنت کا مخالف ہے کہ اس کے خلاف اتفاق اور اجماع ہو چکا ہے۔ اس شخص کا کیا حال ہو گا جو یہ بھی جانتا ہے کہ علماء میں کئی ایک اس کے قائل ہیں اور اس کے مخالفین کے پاس مذکورہ بالا قواعد اور تقلید (جس کا ذکر چوتھی فصل میں آرہا ہے) کے سوا کوئی دلیل نہیں ہے۔ اس کے باوجود بھی وہ حدیث کی مخالفت پر مُصر ہے۔

حدیث پر قیاس و اصول کی تقدیم کا سبب!

میرے خیال میں مذکورہ قواعد کی حدیث و سنت پر تقدیم کی غلطی اور خطا کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے حدیث کو بجائے اس مقام و مرتبہ میں دیکھنے کے جس میں اسے اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے اس سے کم مرتبہ میں اتار لیا اور اس کے ثبوت میں شک و شبہ کا شکار ہوئے

---

[۱] اعلام الموقعین ج ۴ ص ۲۶۴، ۲۶۵۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ورنہ اُن کے لیے کس طرح جائز ہے کہ وُہ حدیث پر اسے ترجیح دیں، باوجود اس چیز کا علم ہوتے ہوتے کہ قیاس رائے اور اجتہاد پر مبنی اور قائم ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ رائے و اجتہاد میں خطاء کا احتمال ہے، اسی لیے صرف بوقتِ ضرورت ہی اس سے تعرض کیا جاتا ہے جیسا کہ امام شافعیؒ کا قول گذر چکا "لا یحل القیاس والخبر موجود" یعنی حدیث کی موجودگی میں قیاس جائز نہیں ہے۔

نیز کسی بھی شہر کے اہالی کے عمل کو حدیث پر مقدم کرنے کا ان کے پاس کیا جواز ہے جبکہ وُہ جانتے ہیں کہ وُہ تنازع کی صورت میں اپنے مقدمات حدیث کی طرف لے جانے کے پابند ہیں جیسا کہ اُوپر گزر چکا ہے، ایسے شخص کے متعلق امام سبکی کا قول کس قدر شاندار ہے جسے ایک حدیث بھی ایسی مل جاتی ہے جسے اس کے مذہب نے تسلیم نہیں کیا اور وُہ اس مذہب کو اختیار کرتا ہے۔

"والاولی عندی اتباع الحدیث ولیفرض الانسان نفسہ بین النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد سمع ذلک منہ أیسعہ التأخر عن العمل بہ؟ لا واللہ وکل احد مکلف بحسب فہمہٖ" [1]

یعنی میرے نزدیک حدیث کی پیروی اولیٰ ہے، انسان یہ فرض کرے کہ وُہ آنحضرت علیہ السلام کے رُو برو بیٹھا ہے اور آپ کا حکم سُن رہا ہے کیا اس کے پاس اس پر عمل کرنے سے تاخیر کی گنجائش ہے، خبردار، سوگند بخدا۔ ہر شخص اپنے علم کے مطابق مکلف ہے۔

اس سے ہمارے خیال کی تائید ہوتی ہے کہ حدیث وسنت کے ثبوت میں شک و شبہ نے انہیں اس غلطی میں مبتلا کیا ورنہ اگر انہیں یہ یقین میسر آجاتا کہ آنحضرت علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے تو ان قواعد کو اپنی زبانوں پر بھی نہ لاتے، ان پر عمل کرنا اور ان کی بناء پر سینکڑوں احادیث ثابتہ کی مخالفت کرنا تو کجا، جبکہ اُن کے پاس رائے و قیاس اور

[1] رسالہ "معنی قول الامام المطلبی - اذا صح الحدیث فھو مذھبی" ج ۳ ص ۱۰۲ مجموعہ الرسائل المنیریہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

چند انسانوں کے عمل کے سوا کوئی سند و دلیل بھی نہیں ہے جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں صحیح عمل وہی ہے جو موافق سنت ہو سنت میں زیادتی دین میں زیادتی ہے اور سنت میں نقص اور کمی دین میں نقص ہے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ مذکورہ کمی بیشی کے بارے میں فرماتے ہیں۔

"پہلی چیز (دین میں زیادتی) قیاس ہے اور دوسری (دین میں کمی) باطل تخصیص ہے اور یہ دونوں چیزیں دین سے نہیں ہیں جو شخص نص پر نہیں ٹھہرتا وہ کبھی تو یہ کہہ کر نص میں اضافہ کر دیتا ہے کہ یہ "قیاس" ہے اور کبھی ایسی چیزوں میں کمی کر دیتا ہے جن کا نص تقاضا کرتی ہے اور اسے اپنے حکم سے نکال دیتا ہے اور اسے "تخصیص" کا نام دے دیتا ہے اور کبھی یہ کہہ کر کلیۃً نص کو چھوڑ دیتا ہے کہ "اس پر عمل نہیں ہے"، یا "یہ اصول کے خلاف ہے"۔"

پھر فرماتے ہیں، "کہ ہم دیکھتے ہیں جوں جوں قیاس میں غلو بڑھتا جاتا ہے۔ سنن کی مخالفت بھی شدت اختیار کرتی جاتی ہے۔ آثار و سنن کی مخالفت ہمیں صرف اہل الرائے اور اصحاب قیاس میں ہی نظر آئے گی۔ خدارا: دیکھئے کتنی ہی سنن صریحہ صحیحہ اس قیاس کی بدولت معطل قرار پائیں اور کتنے ہی آثار و احکام اس کے سبب مضمحل ہوئے سو آثار و سنن اہل الرائے اور اصحاب القیاس کے ہاں اپنا مقام کھو بیٹھے، اپنے احکام سے معطل ہو گئے، اپنی حیثیت سے معزول ہو گئے۔ نام ان کا ہے اور حکم ان کے غیر کا۔ سکہ ان کا رائج ہے اور امر و نواہی اس کے غیر کے، اگر ایسا نہ ہوتا تو انہیں ترک کیوں کیا جاتا؟

احادیث صحیحہ کی چند مثالیں اُن قواعد کی وجہ سے جنکی مخالفت کیگئی!

۱۔ حدیث: "کہ نئی شادی کرنے پر بیوی کا حقِ عقد کنواری ہے تو سات راتیں ہے اور رانڈ ہے تو تین راتیں۔ پھر برابر تقسیم ہوگی۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ غیر شادی شدہ زانی کی جلا وطنی کی حدیث۔

۳۔ حج میں شرط کرنے اور شرط پر احرام کھولنے کے جواز کی حدیث۔

۴۔ جورابوں پر مسح کی حدیث۔

۵۔ ابوہریرہؓ اور معاویہ بن حکم سلمی کی حدیث کہ "بے علمی اور بھولے سے کلام کرنے کی وجہ سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

۶۔ حدیث جس میں ایسے شخص کو نماز فجر پورا کرنے کا حکم ہے جس نے ایک رکعت پڑھی اور سورج طلوع ہو گیا۔

۷۔ بھول کر کھانے والے کو روزہ پورا کرنے کی حدیث۔

۸۔ میت کی طرف سے روزہ رکھنے کی حدیث۔

۹۔ صحت سے مایوس مریض کی طرف سے حج کرنے کی حدیث۔

۱۰۔ ایک شاہد اور قسم کے ساتھ فیصلہ کرنے کی حدیث۔

۱۱۔ چوتھائی دینار کی چوری پر ہاتھ کاٹنے کی حدیث۔

۱۲۔ حدیث کہ "جو شخص اپنے باپ کی بیوہ سے شادی کر لے اسے قتل کر کے اس کا مال چھین لیا جاوے۔"

۱۳۔ حدیث "مومن کو کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے۔"

۱۴۔ حلالہ" کی ممانعت کی حدیث۔

۱۵۔ حدیث کہ "ولی کے بغیر نکاح نہیں ہے۔"

۱۶۔ تین طلاق شدہ عورت کو رہائش و خوراک (سکنیٰ و نفقہ) کی سہولت نہ دینے کی حدیث۔"

۱۷۔ مہر دو، خواہ ایک انگوٹھی ہی ہو۔"

۱۸۔ گھوڑے کی حلت کی حدیث

۱۹۔ حدیث "ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۰۔ حدیث "پانچ وسق سے کم میں عشر نہیں ہے۔"
۲۱۔ بٹائی پر زمین کاشت کرنے کی حدیث۔
۲۲۔ حدیث حاملہ جانور کو ذبح کرنا اس کے پیٹ میں بچہ کے ذبح کے لیے کافی ہے یعنی اسے (الگ ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔)
۲۳۔ رہن رکھے ہوئے جانور پر سواری کرنے اور اس کا دودھ دوہنے کی حدیث۔
۲۴۔ شراب کا سرکہ بنانے کی ممانعت کی حدیث۔
۲۵۔ حدیث "ایک دو گھونٹ پینے سے حرمت (نکاح) ثابت نہیں ہوتی۔
۲۶۔ حدیث "تو اور تیرا مال تیرے باپ کے لیے ہیں۔"
۲۷۔ حدیث "وضو اونٹ کا گوشت کھانے سے ہے۔"
۲۸۔ پگڑی پر مسح کرنے کی حدیث۔
۲۹۔ حدیث "جس نے صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھی اسے لوٹانے کا حکم ہے۔"
۳۰۔ حدیث "امام کے خطبہ دیتے وقت جو شخص مسجد میں داخل ہو اُسے تحیۃ المسجد پڑھنے کا حکم ہے۔"
۳۱۔ جنازہ غائبانہ کی حدیث۔
۳۲۔ نماز میں آمین بالجہر کی حدیث۔
۳۳۔ حدیث کہ "باپ اپنے بیٹے کو ہبہ کرکے واپس لینے کا مجاز ہے جبکہ کسی اور کے لیے اجازت نہیں ہے۔"
۳۴۔ حدیث "جب زوال کے بعد عید کا علم ہو تو اگلے دن صبح عید کے لیے نکلے۔
۳۵۔ شیر خوار بچے کے پیشاب پر چھینٹے مارنے سے پاک ہونے کی حدیث۔
۳۶۔ قبر پر نماز نہ پڑھنے کی حدیث۔
۳۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے اونٹ فروخت کرکے اُس پر کی سواری کی شرط والی روایت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(غزوۂ خیبر سے واپسی پر مدینے تک)

۳۸۔ درندوں کے چمڑے استعمال کرنے سے ممانعت کی حدیث۔

۳۹۔ حدیث "تم میں سے کوئی اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں لکڑی گاڑنے سے منع نہ کرے"

۴۰۔ حدیث "جب آدمی مسلمان ہو اور اس کے عقد میں دو حقیقی بہنیں ہوں تو ان میں سے جونسی چاہے رکھ لے"۔

۴۱۔ سواری پر وتر پڑھنے کی حدیث۔

۴۲۔ حدیث "چار پاؤں میں سے ہر ذی ناب (کچلی والا) حرام ہے"۔

۴۳۔ حدیث "نماز میں دایاں ہاتھ بائیں پر رکھنا سنت[۱] ہے"۔

۴۴۔ حدیث "اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو رکوع و سجود میں کمر سیدھی نہ کرے"۔

۴۵۔ رکوع جاتے اور اٹھتے وقت نماز میں رفع الیدین کرنے کی احادیث۔

۴۶۔ دعائے استفتاح کی احادیث۔

۴۷۔ حدیث کہ "نماز کی ابتدا تکبیر سے ہے اور انتہا سلام پر"۔

۴۸۔ نماز میں بچے کو اٹھانے کی حدیث۔

۴۹۔ عقیقہ کی روایات۔

۵۰۔ حدیث "اگر کوئی شخص بغیر اجازت کے تجھ پر جھانکے تو اسے کنکری مارو"

۵۱۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے فجر سے قبل رات کو اذان کہنے کی حدیث۔

۵۲۔ جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے ممانعت کی حدیث۔

۵۳۔ نمازِ کسوف اور نمازِ استسقاء کی حدیث

۵۴۔ (نسل کشی کے لیے) سانڈ کی اجرت کی روایت۔ (حدیث میں ممانعت آئی ہے، مالکیہ جواز کے قائل ہیں۔

---

[۱] مالکیہ ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونے کے قائل ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۵۔ حدیث "حاجی اگر بحالتِ احرام فوت ہو جائے تو اس کا سر ڈھانپا جاتے اور نہ خوشبو اس کے قریب کی جائے۔

یہ تمام احادیث یا ان میں سے اکثر و بیشتر احادیث قیاس یا مذکورہ بالا قواعد کی وجہ سے ترک کی گئیں ان میں سے بعض کو علامہ ابنِ حزم نے عمل اہلِ مدینہ کی وجہ سے تارکین سنت کی طرف منسوب کیا ہے۔ اب مخالفت سنت بوجہ عمل اہلِ مدینہ کی چند مثالیں حاضر خدمت ہیں۔

۱۔ آنحضرت علیہ السلام کے نمازِ مغرب میں سورۃ طور اور اواخر عمر میں سورۃ مرسلات پڑھنے کی حدیث۔

۲۔ فاتحہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آمین کہنے کی حدیث۔

۳۔ آنحضرت علیہ السلام کے سورۃ انشقاق میں سجدہ کرنے کی حدیث۔

۴۔ آنحضرت علیہ السلام اور آپ کے پیچھے مقتدیوں کا بیٹھ کر نماز پڑھنا۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ایسے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

۵۔ حدیث "کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو نماز شروع کرائی، آنحضرت تشریف لے آئے، نماز میں داخل ہوئے حضرت ابو بکرؓ کے پہلو میں بیٹھ گئے، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز مکمل کرائی، یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس پر عمل نہیں ہے، جو شخص اس طرح نماز پڑھے اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے

۶۔ حدیث "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر کی نماز (مدینے میں) بغیر خوف اور بارش کے جمع کی[1]

۷۔ حدیث "حضور علیہ السلام کے پاس ایک بچہ لایا گیا، اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا، آپ نے پانی منگوایا، اسے پیشاب والی جگہ چھڑکا اور کپڑا دھویا نہیں۔

۸۔ حدیث "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عید میں سورۃ "ق" اور سورۃ "اقتربت الساعۃ"

[1] یہ کسی حرج کی وجہ سے کیا گیا تھا جیسا کہ ابن عباس کے اس جواب سے ظاہر ہوتا ہے جو انہوں نے اس شخص کو دیا تھا جس نے اس بارے میں دریافت کیا تھا کہ اس کا مقصد کیا تھا؟ فرمایا "تاکہ میری امت کو مشقت نہ ہو"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھا کرتے تھے۔

۹۔ حدیث "نبی علیہ السلام نے سہیل بن بیضاء پر مسجد میں نماز جنازہ پڑھی"

۱۰۔ حدیث "نبی علیہ السلام نے دو یہودیوں کو رجم کیا، جنھوں نے زنا کا ارتکاب کیا تھا"، یہ لوگ کہتے ہیں کہ ان پر رجم جائز نہیں ہے۔

۱۱۔ حدیث "حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالتِ احرام سنگی لگوائی"

۱۲۔ بیت اللہ کے طواف سے قبل نبی اکرمؐ فداہ ابی وامی کے اپنی ڈاڑھی کو خوشبو لگانے کی حدیثؐ

۱۳۔ نماز میں دونوں طرف سلام پھیرنے کی روایت (بعض لوگ ایک ہی سلام کے اور بعض تین کے قائل ہیں)

ان کے علاوہ بھی کئی احادیث ہیں جن کے اوامر ونواہی کی انھوں نے مخالفت کی ہے اگر متلاشی ان کا تتبع کرے تو ہزاروں کی تعداد میں ہیں جیسا کہ ابنِ حزم کا قول ہے:[1]

حدیث پر قیاس وغیرہ کی تقدیم وترجیح کا مسئلہ تو ہم اُوپر ذکر کر چکے، اب ہم کتاب وسنت کی روشنی میں دو امور اور بیان کرتے ہیں تاکہ حقیقت زیادہ واشگاف ہو سکے، ان دو امور کو ہم دو فصلوں میں ذکر کریں گے۔

فصل سوم

خبرِ واحد عقائد واحکام میں حجّت ہے

خبرِ واحد سے عقیدہ نہ ثابت ہونے کے قائلین بیک وقت یہ بھی کہتے ہیں، کہ خبرِ واحد سے احکامِ شرعیہ ثابت ہو جاتے ہیں، اور یہ بھی نہیں ہوتے۔ دراصل وُہ عقائد واحکام میں فرق کرتے ہیں، کیا اس تفریق کا نصوص متقدمہ میں کہیں ذکر ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں، بلکہ وُہ اپنے عموم واطلاق کی وجہ سے عقائد کو بھی متضمن ہیں،

[1] ابن حزم - الاحکام فی اصول الاحکام ج ۲ ص ۱۰۰/۱۰۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور نبی علیہ السلام کی اتباع ان میں واجب ہے، چونکہ بلاشبہ آیتِ مبارکہ "وما کان لمومن ولا مؤمنة اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لهم الخیرة من امرهم۔

ترجمہ: کسی مومن مرد، عورت کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسُول کسی امر کا فیصلہ فرما دیں تو انہیں اس میں کوئی اختیار رہو۔ میں لفظِ امر عقائد پر بھی مشتمل ہے۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ کا نبی علیہ السلام کی پیروی کا حکم فرمانا، آپ کی نافرمانی سے منع کرنا، آپ کی مخالفت سے ڈرانا اور مومنوں کی اس بات پر تعریف کرنا کہ جب انہیں اللہ اور اُس کے رسول کی طرف اپنے محاکمات و مقدمات لانے کی دعوت دی جائے تو وہ "سمعنا واطعنا" کہہ کر قبول کرتے ہیں، وغیرہ تمام باتیں عقائد و احکام دونوں میں نبی علیہ السلام کی اطاعت و فرمانبرداری کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں۔ نیز ارشادِ باری تعالیٰ "وما اٰتاکم الرسول فخذوہ" میں "ما" الفاظ عموم و شمول میں سے ہے جیسا کہ معروف ہے (سو یہ بھی عقائد و احکام سب کو متضمن ہے۔)

اگر آپ اُن سے سوال کریں کہ صرف احکام کے بارے میں اخبار آحاد سے وجوب کے ثبوت کی آپ کے پاس کیا دلیل ہے تو ان سابقہ آیات وغیرہ سے ہی استدلال کریں گے ہم اختصار کے پیشِ نظر انہیں دوبارہ ذکر نہیں کرتے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الرسالہ" میں ان کے مستدلات کو بالاستیعاب ذکر کیا ہے تفصیل کے لیے اسے ملاحظہ فرمائیں۔ آخر ان آیات سے وجوبِ حکم سے عقائد کو مستثنیٰ کرنے کی کیا وجہ ہے؟ جبکہ وہ (عقائد) عمومِ آیات میں داخل ہیں۔ ان کو عقائد کے علاوہ صرف احکام کے ساتھ خاص کرنا تخصیص بلا مخصص ہے اور یہ باطل ہے، جس سے باطل لازم آئے وہ خود بھی باطل ہوتا ہے۔ (سو ان آیات کو احکام کے ساتھ خاص کرنا باطل ٹھہرا)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

انہیں ایک شبہ پڑا جو بالآخر اُن کے ہاں عقیدہ بن گیا کہ اخبار آحاد صرف ظن کا فائدہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتی ہیں۔ اور اس سے مراد وُہ ظن غالب لیتے ہیں جس پر عمل کرنا احکام میں تو بالاتفاق واجب ہے۔ مسائل اور اخبار غیبیہ میں اس پر اعتماد کرنا جائز نہیں ہے اور عقیدہ سے مُراد بھی یہی ہے۔ اگر ہم علیٰ سبیل التنزل ان کی یہ بات مطلقاً صحیح تسلیم کرلیں کہ "اخبار آحاد صرف ظن کا فائدہ دیتی ہیں تو ہم اُن سے سوال کریں گے کہ عقائد و احکام میں تفریق کا یہ جواز آپ نے کہاں سے لیا اور اس پر کیا دلیل ہے کہ عقیدے میں ان پر اعتماد جائز نہیں ہے؟

ہمارے بعض معاصرین ان یتبعون الا الظن و ما تہوی الا نفس (کہ وُہ صرف ظن اور ہوائے نفسانی کی پیروی کرتے ہیں) اور ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً۔ (بے شک ظن حق سے کچھ کفایت نہیں کرتا) وغیرہ آیات سے بھی اس پر استدلال کرتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ مشرکین کی ظن کی پیروی کرنے پر مذمت فرماتے ہیں اور انہیں یاد نہیں رہا کہ ان آیات میں مذکور ظن سے مراد ظن غالب نہیں ہے جس کا فائدہ اخبار آحاد سے حاصل ہوتا ہے اور اس پر بالاتفاق عمل واجب ہے بلکہ اس سے مراد وُہ شک ہے جسے خرص (اٹکل) کہا جاتا ہے۔ النہایہ لابن اثیر اور لسان العرب وغیرہما کتب لغت میں ہے "الظن الشك يعرض لك في الشيء فتحققه و تحكم به" (ظن اس شک کو کہتے ہیں جو آپ کی کسی چیز میں لاحق ہے تو آپ اس کی تحقیق کے بعد اس پر حکم لگائیں) یہی وُہ ظن ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے بارے میں اطلاع دی ہے اس کی تائید اس ارشادِ باری تعالیٰ سے بھی ہوتی ہے ان یتبعون الا الظن وان ھم الا یخرصون اس میں اللہ تعالیٰ نے صرف تخمینے اور اندازے کو ظن بتایا ہے۔

اگر اس ظن سے مراد جس کی اطلاع ان آیات میں مشرکین پر دی گئی ہے ظن غالب ہوتا جیسا کہ ان استدلال کرنے والوں کا خیال ہے تو اس پر احکام میں عمل کرنا جائز نہ ہوتا۔ یہ میں دو وجوہ کی بناء پر کہتا ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(الف) اللہ تعالیٰ نے ان پر مطلقاً انکار کیا ہے۔ اسے احکام کے علاوہ صرف عقیدے کے ساتھ خاص نہیں کیا۔

(ب) اللہ کریم نے بعض آیات میں صراحت فرمادی ہے کہ وُہ ظن جس کا اللہ نے مشرکین پر انکار فرمایا ہے وُہ احکام کو بھی مشتمل ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کے اس صریح فرمان کی طرف توجہ دیجئے۔ فرمایا سیقول الذین اشرکوا لو شاء اللہ ما اشرکنا ولا آباءنا ولا حرمنا من شیء کذلک کذب الذین من قبلھم حتی ذاقوا بأسنا قل ھل عندکم من علم فتخرجوہ لنا ان تتبعون الا الظن وان انتم تخرصون۔

(عنقریب مشرکین کہیں گے اگر اللہ چاہتا تو ہم اور ہمارے آباء شرک نہ کرتے (یہ عقیدہ ہے) اور نہ کسی چیز کو حرام قرار دیتے (یہ حکم ہے) ایسے ہی اُن کے پہلوں نے جھوٹ باندھا حتیٰ کہ ہمارا عذاب چکھا، کہہ دیجیے کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے جسے تم ہمارے سامنے پیش کرسکو؟ تم صرف ظن کی پیروی کرتے اور اٹکل لگاتے ہو۔ اس کی تفسیر اس آیت سے ہوتی ہے قل انما حرم ربی الفواحش ما ظھر منھا وما بطن والاثم والبغی بغیر الحق وان تشرکوا باللہ ما لم ینزل بہ سلطانا وان تقولوا علی اللہ ما لا تعلمون۔

ترجمہ: (کہہ دیجیے کہ میرے پروردگار نے ظاہر و باطن (سب) بے حیائیاں، گناہ اور ناحق سرکشی کو حرام قرار دیا ہے اور یہ کہ تم اس کے ساتھ شریک ٹھہراؤ جس کی اُس نے سند نہیں اتاری اور اللہ پر ایسی بات کہو جسے تم جانتے نہیں ہو۔)

ان سطور سے یہ ثابت ہوگیا ہے کہ وُہ ظن جس پر عمل کرنا جائز نہیں ہے لغوی ظن ہے جو خرص اور تخمین کے مترادف ہے اور بے علمی سے بات کرنا ہے۔ جس طرح اس پر عقائد میں اعتماد کرنا ناجائز اور حرام ہے اسی طرح احکام میں بھی اس پر عمل کرنا ناجائز ہے عقائد و احکام میں کوئی فرق نہیں ہے۔ جب یہ بات واضح ہوگئی تو ہمارا سابقہ قول ثابت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گیا کہ تمام آیات و احادیث مذکورہ جو احکام میں خبرِ واحد پر عمل کو واجب قرار دیتی ہیں وُہ اپنے عموم و شمول کی بنا پر عقائد میں وجوبِ عمل کو بھی متضمن ہیں اور حق بات یہ ہے، کہ عقائد و احکام میں اس طرح تفریق کرنا کہ ایک میں اخبارِ احاد سے حجت پکڑنا جائز ہے اور دوسرے میں ناجائز۔ یہ اسلام میں نو پید فلسفہ ہے جسے سلف صالح اور ائمہ اربعہ (عصرِ حاضر کے جمہور مسلمان جن کی تقلید کا دم بھرتے ہیں) نے نہیں جانا پہچانا۔

اخبارِ آحاد کو حجت تسلیم نہ کرنے کا عقیدہ وہم و خیال پر مبنی ہے!

یہ بڑی عجیب بات ہے جسے آج کل ان خطباء سے سنا جاتا ہے جن کا ایمان حدیث کی تصدیق کرنے میں کمزور ہو چکا ہے، وُہ بار بار اسے اپنے خطبوں میں دہراتے ہیں حتیٰ کہ بعض متواتر احادیث کے بارے میں بھی وُہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ "خبرِ واحد سے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا" جیسے نزولِ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روایت ہے۔ قابلِ تعجب بات یہ ہے کہ خود اُن کا یہ کلام بھی تو عقیدہ ہے جیسا کہ میں نے ایک مرتبہ اپنے مناظرے میں ان سے یہ کہا تھا جو اس مسئلہ کے بارے میں ہوا تھا۔ اس بنا پر انہیں اپنے اس قول کی صحت کے لیے بھی کوئی قطعی دلیل دینی چاہیے ورنہ اُن کے کلام میں تناقض پایا جاتا ہے لیکن اُن کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے صرف دعوٰے ہے۔ اس قسم کا دعوٰے عقائد میں کیا احکام میں بھی تسلیم نہیں کیا جا سکتا بلکہ مردود ہے۔ وُہ عقیدے میں ظنِ راجح پر اعتماد سے بھاگے اور ظنِ مرجوح کو اسی کے بارے میں تسلیم کر لیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ یہ صرف کتاب و سنت کی فہم براہِ راست، اُن کے نور سے ہدایت حاصل نہ کرنے اور آراء الرجال میں مشغول ہونے کا نتیجہ ہے۔

عقائد کے متعلق خبرِ واحد سے حجیّت کے وجوب پر دلائل!

گذشتہ عقائد کی نسبت خاص عقائد میں خبرِ واحد کو حجت ماننے پر بھی دلائل موجود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں جن میں سے بعض دلائل اور اُن سے وجہ استدلال کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے۔

دلیلِ اوّل : ارشادِ باری تعالیٰ : وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مومنوں کو اس بات پر برانگیختہ کیا ہے کہ ان میں سے ایک گروہ دین سیکھنے اور اس میں فہم پیدا کرنے کے لیے آنحضرت علیہ السلام کی طرف نکلے، بلاشک یہ تعلیم فروع واحکام کے ساتھ خاص نہیں عام ہے بلکہ یہ قطعی بات ہے کہ معلم ومتعلم اسی حصے سے ابتداء کریں گے جو تعلیم وتعلم کے اعتبار سے اہم ترین ہوگا۔ اس میں شک نہیں کہ عقائد احکام کی نسبت اہم ہیں جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اخبار آحاد سے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا۔ یہ آیتِ کریمہ اُن کے اس خیال کو باطل قرار دیتی ہے۔ پس اللہ تعالٰے نے جس طرح "طائفہ" کو عقائد واحکام کی تعلیم اور تفقہ پر برانگیختہ کیا ہے اسی طرح اسے اس طرف بھی متوجہ کیا ہے کہ وُہ عقائد واحکام میں سے جو کچھ سیکھیں واپسی پر اس کے ذریعے اپنی قوم کو ڈرائیں اور "طائفہ" کا لفظ لغتِ عرب میں ایک یا ایک سے زیادہ پر بولا جاتا ہے۔ اگر اخبار آحاد سے عقائد واحکام میں حجت قائم نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ "طائفہ کو تبلیغ پر عام توجہ نہ دلاتا اور "لعلھم یحذرون" کے ساتھ اس کی علت بیان نہ کرتا جو صراحۃً اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ علم "طائفہ" کے ڈرانے سے حاصل ہوتا ہے پس یہ بھی دیگر آیاتِ شرعیہ وکونیہ کی طرح ہی ہے جیسے فرمایا لَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ (تاکہ وُہ فکر کریں لعلھم یعقلون (تاکہ وُہ عقل کریں لعلھم یھتدون (تاکہ وُہ ہدایت پائیں) سو یہ آیتِ کریمہ اخبار آحاد کے تبلیغ عقائد واحکام میں حجت ہونے پر نص ہے۔

دلیلِ ثانی : اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "ولا تقف ما لیس لک بہ علم" (جس چیز کا تجھے علم نہیں اس کے درپے نہ ہو) یعنی اس کی پیروی نہ کر، اس پر عمل نہ کر۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واضح اور معلوم ہے کہ مسلمان عہد صحابہؓ سے لے کر ہمیشہ اخبار آحاد کے درپے رہے ہیں، ان پر عمل پیرا رہے ہیں، ان سے امورِ غیبیہ اور حقائق اعتقادیہ ثابت کرتے رہے ہیں جیسے بدء الخلق اور اشراط الساعۃ وغیرہ بلکہ اللہ کی صفات کے بارے میں بھی اُن سے ثبوت پکڑتے رہے ہیں۔ پس اگر وہ علم کا فائدہ نہیں دیتیں اور اُن سے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ اسلام سب ایسی باتوں کے درپے رہے جن کا انہیں علم نہ تھا جیسا کہ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "وھذا مما لا یقولہ مسلم" (اس کا کوئی مسلمان قائل نہیں ہے[1])

دلیل ثالث: باری تعالیٰ کا فرمان ہے: "یایھا الذین اٰمنوا ان جاءکم فاسق بنبأٍ فتبینوا" (وفی القراۃ الاُخریٰ فتثبتوا) یعنی اے ایمان والو! جب تمہارے پاس کوئی فاسق آدمی کوئی خبر لائے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو۔ سو یہ آیت اس چیز کی دلیل ہے کہ عادل اور دیانتدار آدمی جب کوئی خبر دے خواہ کسی قسم کی ہو تو اس سے حجت قائم ہو جاتی ہے اور اس میں ثبوت حاصل کرنا واجب نہیں ہے، بلکہ فی الفور عمل کیا جائے، اسی لیے حافظ ابن القیم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"یہ آیت خبر واحد کے قبول کرنے پر جزمًا دلالت کرتی ہے اور یہ کہ خبر واحد اپنے ثبوت کے بعد کسی مزید تحقیق کی محتاج نہیں ہے۔ اگر خبر واحد سے علم کا فائدہ نہ ہوتا تو حصولِ علم کے لیے مزید تحقیق کا حکم دیا جاتا اور اس سے بھی خبر واحد کے قبول کرنے پر دلالت ہوتی کہ سلف صالح ہمیشہ یہ کہتے رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے فرمایا، ایسے کیا، اس بات کا حکم صادر فرمایا اور اس چیز سے منع فرمایا اور یہ اُن کے کلام سے لازمًا معلوم ہے۔" صحیح بخاری میں متعدد مقامات پر ہے "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اور یہ بہت ساری احادیث صحابہ میں ہے، ایک صحابی کہتا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا، حالانکہ اس نے اپنے جیسے کسی دوسرے صحابی

[1] مختصر الصواعق ج ۲ ص ۳۹۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے سنا ہوتا ہے۔ یہ اس قائل کی گواہی ہوتی ہے جیسے وُہ بالجزم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب قول وفعل میں دیتا ہے۔ پس اگر خبرِ واحد علم کا فائدہ نہیں دیتی تو وُہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بغیر علم کے گواہی دینے کا ارتکاب کرتا ہے[1]۔"

دلیل رابع: نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام کا طرزِ عمل بھی خبرِ واحد سے حجت پکڑنے پر دلالت کرتا ہے۔

نبی علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کرام کی عملی سنت جس پر وُہ آپ کی زندگی میں اور وفات کے بعد رہے وُہ بھی خبرِ واحد سے حجت پکڑنے میں عقائد و احکام کے درمیان فرق نہ کرنے پر قطعی دلالت کرتی ہے اور اس بارے میں حجت قائمہ ہے اور میں بعض احادیث جن پر مجھے اللہ کے حکم سے وقوف ہو سکا، یہاں ذکر کرتا ہوں۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی صحیح میں فرماتے ہیں:[2]

باب سے خبرِ واحد کے اذان، نماز، روزہ اور فرائض واحکام کے بارے میں معتبر ہونے کے متعلق کیا حکم ہے، اللہ کا فرمان ہے: فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون۔

ترجمہ: (یعنی ایسا کیوں نہیں کرتے کہ ہر فرقے میں سے کچھ لوگ نکلیں تاکہ وُہ واپسی پہ اپنی قوم کو ڈرائیں تاکہ وُہ بچیں)

ایک آدمی کو طائفہ کہا جاتا ہے جیسے فرمایا:

"وان طائفتان من المؤمنين اقتتلوا" اگر مومنوں میں سے دو طائفے لڑیں تو اگر دو آدمی بھی جھگڑا کریں تو وُہ آیتِ مذکورہ کے معنی میں داخل ہو جائیں گے (تو گویا ان میں سے ہر فرد ایک طائفہ ہوا) نیز اللہ کا قول ہے "وان جاءكم فاسق بنباء فتبينوا" اگر تمہارے پاس کوئی فاسق آدمی خبر لائے تو اس کی تحقیق کر لو اور نبی علیہ السلام نے اپنے امراء کو ایک کو دوسرے کے بعد کیسے بھیجا۔ اگر ان میں سے کوئی

---

[1] احکام ج ۲ ص ۳۹۴ [2] بخاری ۸/۱۳۲-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھول گیا تو اسے سنت کی طرف لوٹایا گیا۔

پھر امام بخاری نے کئی احادیث ذکر کیں جن سے باب میں مذکور خبر واحد کو قبول کرنے کے جواز پر استدلال کیا گیا اور اس سے مراد اس پر عمل اور اس کی حجیت کے قول کا جواز ہے ہم اُن میں سے بعض کا ذکر کرتے ہیں۔

اول : عن مالک بن الحویرث قال : اتینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونحن شببۃ متقاربون، فاقمنا عندہ نحوا من عشرین لیلۃ، وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحیما رفیقا، فلما ظن انا قد اشتہینا اھلنا وقد اشتقنا سألنا عمن ترکنا بعدنا؟ فاخبرنٰہ، قال، ارجعوا الی اھلیکم فاقیموا فیھم وعلموھم ومروھم وصلوا کما رأیتمونی اصلی۔

ترجمہ : مالک بن حویرث راوی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ہم سب قریبًا ہم عمر جوان تھے۔ ہم آپ کے پاس بیس راتیں ٹھہرے۔ آپ بڑے رحیم ورفیق تھے جب آپ کو خیال ہوا کہ ہم اپنے اہل کو چاہتے ہیں تو آپ نے ہم سے ہمارے اہل کے بارے میں پوچھا۔ ہم نے آپ کو خبر دی تو آپ نے فرمایا، اپنے اہل کی طرف لوٹ جاؤ، اُن میں ٹھہرو، ان کو علم سکھاؤ اور (دین کے کاموں کا) حکم دو اور جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے ویسے ہی نماز پڑھو۔

نبی علیہ السلام نے ان جوانوں میں سے ہر ایک کو حکم فرمایا ہے کہ وہ اپنے اہل میں جاکر تعلیم دیں اور اس عموم میں عقیدے کی تعلیم بھی داخل ہے بلکہ عموم میں سب سے پہلے عقیدہ ہی داخل ہوتا ہے، اگر خبر واحد سے حجت قائم نہیں ہوتی تو اس حکم کا کوئی مفہوم نہیں رہ جاتا۔

حدیث ثانی : عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان اھل الیمن تقدموا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا : ابعث معنا رجلا یعلمنا السنۃ والاسلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال: فاخذ بید ابی عبیدہ فقال: ھذا امین ھذہ الامۃ اخرجہ مسلم ۲/۱۲۹
ورواہ البخاری مختصراً حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ اہل یمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ ہمارے ساتھ ایک آدمی بھیج دیں جو ہمیں سنت اور اسلام کا علم سکھائے۔ راوی کہتا ہے۔ نبی علیہ السلام نے ابو عبیدہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا یہ اس امت کا امین ہے۔

پس اگر خبرِ واحد سے حجت قائم نہ ہو سکتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ اکیلے حضرت ابو عبیدہ کو نہ بھیجتے۔ ایسے ہی دیگر اوقات میں حضرت ابو عبیدہ کو اہل یمن کی طرف بھیجنے یا اس کے علاوہ دیگر صحابہ کرام کو مختلف بلاد کی طرف روانہ کرنے کے بارے کہا جائے گا۔ حضرت علی بن ابی طالب اور معاذ بن جبل اور ابو موسیٰ اشعری ؓ ان کی احادیث بخاری مسلم وغیرہما میں موجود ہیں۔ بلاشبہ یہ صحابہ کرام جن کی طرف انہیں بھیجا جاتا تھا، اُن کو جہاں دیگر چیزوں کی تعلیم دیتے تھے وہاں عقائد کی تعلیم بھی دیتے ہوں گے۔ اگر اُن کے ساتھ ان اہلِ بلاد پر حجت قائم نہ ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو اکیلے اکیلے نہ بھیجتے۔ چونکہ ایسا کرنا عبث تھا جس سے آپ کی ذات گرامی منزہ مبرا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی درج ذیل عبارت کا بھی یہی معنی ہے وہ فرماتے ہیں:
"نبی علیہ السلام جب کسی کو اپنے حکم سے کسی قوم کی طرف بھیج دیتے تو ان پر نبی علیہ السلام کے متعلق اس کی خبر کو قبول کرنے سے حجت قائم ہو جاتی۔ آپ کو اس پر بھی قدرت تھی کہ آپ اُن کی طرف پہنچتے۔ اور بالمشافہ انہیں پیغام دیتے یا ایک جماعت کو بھیجتے، پس آپ نے صرف ایک ایک آدمی کو بھیجا جس کو وہ سچا سمجھتے تھے۔"[1]

حدیث ثالث: عن عبد اللہ بن عمر قال: بینا الناس بقباء فی صلوۃ

---

[1] الرسالہ ص ۴۱۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصبح اذ جاءهم ات فقال ان رسول الله صلی الله علیہ وسلم قد انزل علیہ اللیلۃ قرآن وقد امر ان یستقبل الکعبۃ فاستقبلوھا وکانت وجوھھم الی الشام فاستداروا الی الکعبۃ۔ (رواہ البخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ دریں اثناء کہ لوگ بستی قبا میں نماز صبح میں تھے، ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ نبی علیہ السلام پر آج رات قرآن نازل ہوا ہے اور آپ کو حکم ہوا ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کریں، پس تم بھی کعبہ کی طرف منہ کر لو اور ان کے چہرے (اس وقت) شام (بیت المقدس) کی جانب تھے۔ پس لوگ کعبہ کی طرف پھر گئے۔ (بخاری ومسلم)

یہ اس بارے میں نص ہے کہ صحابہؓ نے خبر واحد کو استقبال بیت المقدس جیسے واجب حکم کے نسخ کے بارے میں قبول کر لیا جو اُن کے نزدیک قطعی تھا، انہوں نے اسے ترک کر کے اس خبر واحد کی وجہ سے کعبہ کی طرف منہ پھیر لیا۔

پس اگر صحابہ کرام کے نزدیک خبر واحد حجت نہ ہوتی تو وہ استقبالِ قبلہ اولیٰ جیسے امر کے خلاف نہ کرتے جو اُن کے نزدیک قطعی تھا، امام ابن قیم فرماتے ہیں "ولم ینکر علیھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بل شکروا علی ذٰلک"

"نبی علیہ السلام نے نہ صرف یہ کہ ان پر نکیر نہیں فرمایا بلکہ اس پر ان کی قدر افزائی کی گئی۔"

حدیث رابع: عن سعید بن جبیر قال: قلت لابن عباس: ان نوفا البکالی یزعم ان موسیٰ صاحب الخضر لیس موسیٰ بنی اسرائیل فقال ابن عباس: کذب عدو اللہ اخبرنی ابی بن کعب قال: خطبنا رسول اللہ ثم ذکر حدیث موسیٰ والخضر بشیء یدل علیٰ ان موسیٰ علیہ السلام صاحب الخضر اخرجہ الشیخان مطولا والشافعی ھکذا مختصرا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعید بن جبیر نے کہا، میں نے ابنِ عباس سے کہا کہ نوف البکالی کا خیال ہے کہ موسیٰ جو صاحب الخضر ہیں وُہ بنی اسرائیل والے موسیٰ علیہ السلام نہیں ہیں، ابنِ عباس نے کہا، دشمنِ خدا جھوٹ بولتا ہے مجھے ابی بن کعب نے خبر دی کہ رسول اکرم صلے ... خطبہ دیا پھر موسیٰؑ اور خضر کی کچھ حدیث ذکر کی جو اس پر دلالت کرتی تھی کہ موسیٰ علیہ السلام ہی صاحبِ خضر ہیں۔ (بخاری مسلم)

امام شافعیؒ خبرِ واحد سے عقیدہ ثابت کرتے ہیں!

امام موصوف یہ روایت اسی طرح مختصراً ذکر کر کے فرماتے ہیں:

"پس ابنِ عباس مع اپنی فقہ و ورع کے ابی بن کعب کی آنحضرتؐ سے خبر کو صحیح سمجھتے ہیں حتیٰ کہ اس کی وجہ سے ایک مسلمان آدمی کو جھوٹا کہتے ہیں جب ان کو ابی بن کعب سے رسُولُ اللہ کی ایسی حدیث ملتی ہے جس میں موسیٰ علیہ السلام کے صاحبِ خضر ہونے پر دلیل ملتی ہے"![1]

میں کہتا ہوں کہ امام شافعیؒ کا یہ قول اس بات کی دلیل ہے کہ موصوف اخبارِ آحاد کی حجیت میں عقیدہ و عمل کے مابین فرق نہیں سمجھتے تھے چونکہ موسیٰ علیہ السلام صاحب بنی اسرائیل کا ہی صاحبِ خضر ہونا ایک علمی مسئلہ ہے عملی حکم نہیں ہے جیسا کہ ظاہر ہے، اس کی تائید اس سے بھی ہوتی کہ امام موصوف نے اپنی کتاب "الرسالۃ" میں الحجۃ فی تثبیت خبر الواحد کے عنوان کے تحت ایک اہم فصل باندھ کر اس کے تحت کتاب و سنت سے بہت سارے دلائل ذکر فرمائے ہیں[2] اور وُہ مطلق یا عام دلائل ہیں جو اپنے عموم و اطلاق کی بناء پر عقیدے کے بارے میں بھی خبرِ واحد کی حجیت کو مشتمل ہیں۔ اسی طرح ان دلائل پر خود امام صاحب کا کلام

---

[1] الرسالہ ۴۴۲ تا ۱۲۱۹۔ [2] ملاحظہ ہو الرسالۃ ص ۴۰۱، ۴۵۳۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی عام ہے۔

امام موصوف اس مبحث کے اختتام پر فرماتے ہیں:

"خبرِ واحد کے ثبوت میں کئی احادیث ہیں جن میں سے ان بعض کا ذکر کافی ہے ہمارے اسلاف اور ان کے بعد والے لوگ جن کا ہم نے مشاہدہ کیا سب کا یہی طریق تھا کہ وُہ خبرِ واحد کو حجت مانتے تھے۔ مختلف شہروں کے اہلِ علم جن کی روایات ہمیں ملی ہیں اُن سے بھی یہی حکایت کیا گیا۔"

یہ بھی عام ہے یعنی عقائد و احکام سب کو مشتمل ہے، ایسے ہی امام صاحب فرماتے ہیں:

"اگر کسی کے لیے کسی خاص مسئلہ کے بارے میں یہ کہنا جائز ہے کہ "اس پر قدیم و جدید کے تمام مسلمانوں کا اجماع ہے" تو میں خبرِ واحد کی حجیت کے متعلق ایسے ہی کہتا لیکن میں اس کی بجائے یہ کہتا ہوں کہ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ فقہائے مسلمین میں سے کسی نے خبرِ واحد کی حجیت میں اختلاف کیا ہو[1]

عقیدے کے متعلق اخبارِ آحاد سے عدمِ حجیت نوپید بدعت ہے!

فی الجملہ کتاب و سنت کے دلائل، صحابہ کرام کا عمل اور علماء کے اقوال ہماری بیان کردہ تفصیل پر قطعی دلالت کرتے ہیں کہ تمام ابوابِ شریعت میں اخبارِ آحاد پر عمل کرنا اور اُن سے دلیل پکڑنا واجب ہے، اس میں اعتقادیات اور عملیات برابر ہیں اور اُن کے مابین فرق کرنا ایسی بدعت ہے جس کا وجود سلف صالح کے ہاں نہ تھا اس لیے حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اس تفریق کے بطلان پر اجماعِ امت ہے، امت ہمیشہ ان احادیث (اخبارِ آحاد) سے علمی اخبار (عقیدہ) کے بارے میں حجت پکڑتی رہی ہے جس طرح

---

[1] ص، ۴۵۷ "الرسالہ"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان سے عملیات میں احتجاج کرتی ہے اور خصوصاً علمی احکام جو اللہ کی طرف سے خبر دینے کو متضمن ہیں کہ اُس نے فلاں بات مشروع کی، فلاں واجب اور فلاں کو بطورِ دین پسند فرمایا پس اللہ کی شریعت اور اس کا دین اس کے اسماء اور اس کی صفات کی طرف راجع ہے۔ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور اہل حدیث وسنت ہمیشہ ان احادیث سے مسائل صفات، قدر، اسماءِ الٰہی اور احکام کے بارے میں احتجاج کرتے رہے ہیں، ان میں سے قطعاً کسی سے منقول نہیں ہے کہ اُس نے اخبار آحاد سے اسماء وصفات الٰہیہ وغیرہ اعتقادیات کے علاوہ صرف احکام میں ان سے حجت پکڑنے کو جائز کہا ہو۔ وہ سلف کہاں ہیں جو اس مذکورہ تفریق کے قائل ہوں؟ ہاں اُن کے سلف متاخرین میں سے بعض متکلمین ہیں جنھیں اللہ، اس کے رسول اور صحابہؓ کی طرف سے موصول ہونے والے احکام سے کوئی سروکار نہیں ہے بلکہ اس باب میں کتاب وسنت اور اقوالِ صحابہؓ سے ہدایت حاصل کرنے والوں کو روکنے کی کوشش کرتے ہیں جن سے عقائد واحکام کی مذکورہ تفریق منقول ہے ان کا رجحان متکلمین کی آراء اور متکلمین کے اقوال کی طرف ہے۔ اور انہیں اس تفریق پر اجماع کا دعوٰے بھی ہے حالانکہ یہ تفریق صحابہ، تابعین اور ائمہ مسلمین میں سے کسی امام سے محفوظ نہیں ہے پس ہم اُن سے مطالبہ کرتے ہیں کہ صحیح صحیح فرق بتائیں کہ دین کے کس حصے میں خبرِ واحد سے ثبوت جائز ہے اور کس حصے میں ناجائز۔ وُہ باطل دعووں کے سوا اس میں کبھی کوئی واضح فرق نہیں کر پائیں گے جیسے ان میں سے بعض کا قول ہے کہ اصولی مسائل علمیات یعنی عقائد ہیں اور فروعات، عملیات یعنی احکام ہیں اور یہ تفریق بھی باطل ہے کیونکہ عملیات سے مقصود دو امر ہیں، علم اور عمل اور عملیات سے مطلوب بھی یہی دو چیزیں علم اور عمل ہیں اور وُہ دل کی محبت اور اس کا بغض۔ حق کے لیے دل کی محبت یہ ہے کہ وُہ اس پر دلالت کرے اور اس کو متضمن ہو اور باطل کے لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا بغض یہ ہے کہ وُہ اس کی مخالفت کرے۔ عملیات صرف عمل جوارح پر محصور نہیں ہیں بلکہ دل کے اعمال تو اعمال جوارح کے لیے اصل ہیں اور اعمال جوارح اعمالِ قلب کے تابع ہیں، پس ہر ایک مسئلہ علمیہ ہے اور قلب کا ایمان، اس کی تصدیق اور محبت اس کے تابع ہے، بلکہ وُہ عمل کا اصل ہے۔ مسائل ایمان میں اکثر متکلمین اس سے غافل ہیں جبکہ ان کا خیال ہے کہ ایمان عمل کے بغیر مجرد تصدیق کا نام ہے یہ بڑی فاش اور قبیح غلطی ہے، پس بہت سارے کفار حضورؐ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا سمجھتے تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں کرتے تھے، صرف اُن کی اس تصدیق کے ساتھ اُن کے دل کا عمل یعنی آپ کے لاتے ہوئے پیغام سے محبت، اس پر رضامندی اس کا ارادہ اور اسی پر آپس میں دشمنی اور دوستی وغیرہ شامل نہ تھا۔ اس مقام سے غفلت نہ کریں یہ بڑی اہم بحث ہے، اسی بحث سے آپ حقیقت ایمان کی معرفت بخوبی حاصل کر سکتے ہیں۔

پس مسائل علمیہ ہی عملیہ ہیں اور مسائل عملیہ ہی علمیہ۔ (ان میں تساوی کی نسبت ہے) شارع علیہ السلام نے مکلفین سے عملیات میں علم کے بغیر مجرد عمل کو اور علمیات میں عمل کے بغیر مجرد علم کو کافی نہیں سمجھا۔[1]

علامہ ابنِ قیم کے مذکورہ کلام سے مترشح ہوتا ہے کہ جہاں مذکورہ تفریق بالاجماع باطل ہے چونکہ سلف کا طریقہ اس کے خلاف ہے اور مذکورہ بالا دلائل بھی اس کے خلاف ہیں وہاں یہ ایک اور طریق سے بھی باطل ہے کہ تفریق کرنے والوں کے خیال میں علم کے ساتھ عمل اور عمل کے ساتھ علم کا ملانا واجب نہیں ہے۔ یہ بڑا اہم نقطہ ہے جو اس موضوع کو سمجھنے کے لیے مومن کی بہترین مدد کرتا ہے اور مذکورہ تفریق کے بطلان پر یقین و اذعان پیدا کرتا ہے۔

---

[1] ۲، ۴۱۲ اعلام الموقعین۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۷)

بہت سی اخبارِ آحاد سے علم و یقین کا افادہ!

گذشتہ سطور میں جو بحث گزری ہے اور عقائد و احکام میں مذکورہ تفریق کے بطلان کی تحقیق ہوتی ہے وہ سب اس مفروضہ پر قائم ہے کہ اگر علی سبیل التنزل یہ تسلیم کریں کہ خبرِ واحد ظن راجح کا فائدہ دیتی ہے قطعی علم اور یقین کا فائدہ نہیں دیتی۔ پس یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ مفروضہ علی الاطلاق نہیں ہے بلکہ اس میں اپنے مقام پر تفصیل ہے۔ اب ہمیں جس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اخبار آحاد کئی مقامات پر علم و یقین کا فائدہ دیتی ہیں۔ جیسے وہ احادیث جنہیں امت کے ہاں تلقی بالقبول کا درجہ حاصل ہے اور وہ احادیث جنہیں امام بخاری اور مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے ان پر تنقید نہیں کی گئی اور ان پر صحت کا قطعی حکم لگایا گیا ہے۔ ایسی احادیث سے علم یقینی فطری حاصل ہے، جیسا کہ امام ابنِ صلاح نے اپنی کتاب علوم الحدیث (مقدمہ ابنِ صلاح) میں اس پر عمدہ حکم لگایا ہے [۱] اور ابنِ کثیر نے "اختصار علوم الحدیث" میں اس کی تائید کی ہے۔

اس سے قبل ابنِ تیمیہؒ بھی اسی طرف گئے ہیں اور ابنِ قیم نے ان کی پیروی کی ہے اور متعدد احادیث بطور مثال پیش کی ہیں، مثلاً

حضرت عمرؓ کی حدیث "انما الاعمال بالنیات" (اعمال کا مدار نیتوں پر ہے)

اور حدیث "اذا جلس بین شعبها الاربع ثم جهدها فقد وجب الغسل" (جب کوئی آدمی اپنی بیوی کے ہاتھ پاؤں کے درمیان بیٹھ کر جماع کی کوشش کرے تو غسل واجب ہو جاتا ہے)

اور حضرت ابن عمر کی حدیث "فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکوٰۃ الفطر فی رمضان علی الصغیر والکبیر والذکر والانثی"

(رسول اللہ نے صدقۃ الفطر رمضان میں ہر چھوٹے، بڑے، مرد اور عورت پر لازم قرار

---

[۱] مقدمہ ص ۲۸، ۲۹۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا ہے)

اور اس کے علاوہ کئی احادیث ہیں، ابنِ قیم فرماتے ہیں:

"شیخ الاسلام امام ابنِ تیمیہؒ نے فرمایا: امت محمدیہ کے اول و آخر جمہور اہل علم کے نزدیک یہ احادیث علم یقینی کا فائدہ دیتی ہیں، سلف میں اس کے متعلق اختلاف و نزاع نہ تھا اور جہاں تک خلف کا تعلق ہے اصحاب ائمہ اربعہ میں سے بڑے بڑے فقہاء کا بھی یہی مذہب ہے، جیسا کہ مالکیہ حنفیہ، شافعیہ اور حنبلیہ کی کتابوں میں یہ مسئلہ منقول ہے۔ مثلاً سرخسی اور ابوبکر رازی حنفیہ میں سے، شیخ ابوطیب، ابوحامد، اور شیخ ابواسحاق شافعیہ میں سے، ابن خویز منداد وغیرہ مالکیہ میں سے قاضی ابویعلی ابن ابی موسیٰ اور ابوالخطاب وغیرہ حنبلیہ میں سے اور ابواسحاق اسفرائینی، ابن فورک، ابواسحٰق النظام متکلمین میں سے ہیں اس کے قائل ہیں، ابن صلاح نے یہ مسئلہ ذکر کیا، اس کی تصحیح کی اور اسے اختیار کیا ہے لیکن اس کے قائلین کی کثرت اسے معلوم نہ تھی کہ ان سے تقویت حاصل کرتا، اس نے تو صرف بموجب حجت صحیحہ کے اسے اختیار کیا اور جن مشائخ نے ابن صلاح پر اعتراض کیا ہے وہ علم اور دین سے تو متصف ہیں مگر انہیں اس بات میں مہارت تامہ نہیں ہے۔ ان کو خیال ہوا کہ ابنِ صلاح نے جو کیا وہ اس میں جمہور امت سے منفرد ہے اور ان کا عذر ان میں یہ ہے کہ وہ ان مسائل میں ابنِ حاجب کے کلام کی طرف رجوع کرتے ہیں، اگر ایک درجہ اوپر بڑھیں تو سیف آمدی اور ابن الخطیب تک پہنچتے ہیں، اگر ان کی سند اور عالی ہوتی ہے تو وہ غزالی، جوینی اور باقلانی کے ہاں رسائی حاصل کرتے ہیں۔ ابنِ تیمیہؒ نے فرمایا: حالانکہ تمام اہل الحدیث کا مسلک وہی ہے جس کا ابنِ صلاح نے ذکر کیا ہے اور جمہور کا جواب یہ ہے کہ "امت کا کسی حدیث کو تصدیقاً اور عملاً قبول کر لینا ان کا اس پر اجماع کر لینا ہے اور پوری امت ضلالت و گمراہی پر جمع نہیں ہوتی، جیسا کہ اگر موجب علم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر اجماع کرلے یا مطلق پر یا حقیقت کے اسم پر یا موجب قیاس پر تو اس کا اجماع خطا پر نہیں ہوگا۔ اگر امت کا ایک فرد ہو تو اس کی انفرادیت پر نظر کرتے ہوئے خطاء سے مامون نہیں رہا جاسکتا۔ پس عصمت بنسبت ان کے اجماع کے ثابت ہوگی جیسے خبر متواتر میں ایک ایک راوی پر بحیثیت اس کے منفرد ہونے کے خطا و کذب کا حکم لگانا تو جائز ہے مگر اُن کے مجموعہ پر ناجائز ہے، اسی طرح امت اپنی اجماعی حیثیت سے اپنی روایت اور رائے میں معصوم ہے، فرمایا! اخبار آحاد کبھی تو اپنی شروط کے ساتھ ظن ہوتی ہیں جب قوی ہوجائیں تو علم کا فائدہ دیتی ہیں، جب کمزور اور ضعیف ہوجائیں تو اوہام و خیالاتِ فاسدہ بن جاتی ہیں، (مزید فرمایا)

تحقیق بخاری و مسلم کی اکثر احادیث اسی باب سے ہیں جیسا کہ ابنِ صلاح اور اُن سے پہلے حافظ ابوطاہر سلفی وغیرہ علماء امت نے ذکر کیا۔ پس جو احادیث علماء امت اور اہل حدیث کے ہاں تلقی بالقبول اور تصدیق حاصل کرلیں اُن سے علم کا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور وُہ یقین کا فائدہ دیتی ہیں، اُن کے علاوہ متکلمین اور علماء اصول پر اس باب میں کوئی اعتبار نہیں ہے۔ جملہ امورِ دین کے متعلق اجماع کے بارے میں صرف مسئلہ کے اہل علم کا ہی اعتبار ہوگا جیسے احکام شرعیہ کے بارے میں اجماع کا اعتبار صرف علماء شریعت پر ہی ہوگا نہ کہ متکلمین، نحاۃ اور اطباء پر ایسے ہی حدیث کے صدق اور عدم صدق کے متعلق صرف علوم حدیث، اس کے طرق و علل کے ماہر علماء کا ہی اعتبار ہوگا اور وُہ علماء حدیث ہیں جو اپنے نبی کے احوال کے عالم ہیں، اس کے اقوال و افعال کو ضبط رکھنے والے اور مقلدین کے اپنے متبوع ائمہ کے اقوال کی نسبت نبی علیہ السلام کے متعلق اشد ترین اعتناء برتنے والے ہیں۔ پس جیسے تواتر کا علم خاص اور عام کی طرف تقسیم ہوتا ہے۔ خواص کے ہاں بعض علوم متواتر ہوتے ہیں بلکہ عوام کو اس کا علم بھی نہیں ہوتا، ان کو بالتواتر علم ہونا تو کجا، سو اہل الحدیث سنتِ رسولؐ اور آپ کے احوال و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقوال کے ساتھ شدت عنایت کی وجہ سے علوم حدیث کو اس طرح جانتے ہیں کہ انہیں اس میں شک ہی نہیں ہوتا اور ان کے غیر کو اس کا بالکل شعور نہیں ہوتا۔[1]

افادۂ علم میں خبر شرعی کو دیگر اخبار پر قیاس کرنے کے مفاسد!

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

خبر واحد کے افادۂ علم کا منکر قیاس فاسد کا ذکر کرتا ہے، اس لئے نبی علیہ السلام کی طرف امت کے لیے عام شریعت یا صفات باری تعالیٰ میں سے کسی صفت کے بارے میں خبر دینے والے کو کسی قضیہ معینہ کے عام شاہد و مخبر پر قیاس کیا ہے فیا للعجب ان میں کس قدر بعد ہے؟ پس رسول اللہ کی طرف سے خبر دینے والا اگر عمداً یا خطاءً جھوٹ بولنے پر قادر ہوا اور بظاہر ایسی کوئی چیز نہیں ہے جو اس کے کذب پر دلالت کرے تو اس سے مخلوق کی گمراہی لازم آتی ہے، چونکہ بحث اس خبر کے بارے میں ہے جسے امت نے قبولیت کا درجہ دیا ہے اس کے موجب پر عمل کیا ہے اور اس سے باری تعالیٰ کی صفات اور اس کے افعال ثابت کیے ہیں پس بلاشک شرعاً جن اخبار کو قبول کرنا واجب ہے۔ وہ نفس الامر میں باطل نہیں ہو سکتیں، خصوصاً جبکہ انہیں پوری امت نے قبول کر لیا ہو۔ ہر اس دلیل کے بارے میں جس کا اتباع شرعاً واجب ہے یہ کہنا ضروری ہے کہ "وہ صرف حق اور سچ ہے" تو اس کا مدلول نفس الامر میں ثابت ہوگا۔ یہ رب تعالیٰ کی شریعت، اس کے اسماء وصفات جیسی اخبار کے بارے میں جو ہم تک پہنچیں بخلاف کسی قضیہ معینہ پر شہادت کے کہ اس کا مقتضیٰ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ حقیقت نفس الامری کے طور پر ثابت نہ ہو۔

مسئلہ کا راز اس میں ہے کہ یہ جائز نہیں ہے کہ کوئی ایسی خبر جس پر عمل کا اللہ تعالیٰ نے امت کو پابند بنایا ہو اور زبانِ نبوی پر امت کو اس سے شناسائی کرائی ہو اور اس

---

[1] مختصر الصواعق -۲/۳۶۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا تعلق اسماء وصفات باری تعالیٰ عزوجل سے ہو وُہ نفس الامر میں باطل اور کذب ہو وُہ اللہ تعالیٰ کی بندوں پر حجتوں میں سے ایک حجت ہے اور اللہ تعالیٰ کی حجتیں کذب اور باطل نہیں ہو سکتیں بلکہ صرف حقیقت نفس الامری ہیں، حق و باطل کے دلائل برابر نہیں ہو سکتے۔ اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ اللہ کی ذات، اس کی شریعت اور اُس کے دین پر کذب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر منزل من اللہ وحی صادق کے ساتھ مشابہ ہو جاتے، وُہ وحی جس کی پیروی کی اللہ نے امت پر پابندی لگائی ہے اور مشابہ بھی ایسے ہو کہ اُن کی آپس میں تمیز ہی نہ ہو سکے۔ حق و باطل، صدق و کذب، شیطان کی وحی اور فرشتے کی رحمان کی طرف سے وحی میں اس قدر واضح فرق ہے کہ ایک دُوسرے سے کبھی مشتبہ نہیں ہو سکتے۔ خبردار اللہ تعالیٰ نے حق کو ایسے نور سے نوازا ہے جو آفتاب نصف النہار کے نور کی طرح ہے اور ستینیر آنکھوں کو ضیا بخشتا ہے اور باطل میں ایسا گھپ اندھیرا ہے جو ظلمت شب دیجور کی طرح سیاہ ہے۔

اور یہ بات بعید از قیاس نہیں ہے کہ کسی کور چشم پر رات دن مشتبہ ہو جائیں جیسے کسی حرماں نصیب بے بصیرت دل کے اندھے پر حق و باطل مشتبہ ہو جاتے ہیں؛ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنے قضیے میں فرمایا تھا:

"حق جو شخص بھی کہے اسے قبول کر لو کہ اس پر نور کی شعاعیں ہوتی ہیں" (جس سے اس کی شناخت ہو جاتی ہے) لیکن اگر دلوں پر اندھیرا چھا جاتے، آنکھیں فرمودہ رسول سے اعراض کی وجہ سے بصارت سے محروم ہو جائیں اور آراء الرجال پر اکتفا کرنے سے ظلمت مزید گہری ہو جاتے، دلوں پر حق و باطل ملتبس ہو جائیں پھر ممکن ہے کہ احادیث صحیحہ جن کو امت کے اصحاب عدل و صدق لوگوں نے روایت کیا ہو وُہ کذب بن جائیں اور احادیث باطلہ و مکذوبہ جو اپنی طرف سے بنائی گئیں مگر ان کی خواہشات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر پوری اترتی ہیں وُہ صدق بن جائیں اور اُن سے دلائل لیے جائیں [1]

ابن قیم مزید فرماتے ہیں ؛

"اہلِ ظلم وجہل متکلمین صدیق وفاروق اور ابی بن کعب جیسوں کی اخبار آحاد کو عام لوگوں کی اخبار آحاد پر قیاس کرتے ہیں، باوجودیکہ دونوں کے مابین واضح اور بین فرق موجود ہے، اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا جو کسی صحابی کی خبرِ واحد اور عام آدمی کی خبرِ واحد کو علم کا فائدہ نہ دینے میں برابر سمجھتا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی ان کو علم وفضل اور دین میں برابر سمجھے"

اخبار آحاد سے افادۂ علم کا انکار سنت سے جہالت کے سبب ہے!

جب یہ لوگ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کی احادیث واخبار صحیحہ علم کا فائدہ نہیں دیتیں تو وُہ اس حد تک سچے ہیں کہ وُہ اپنی ذات کے بارے میں بتاتے ہیں کہ ہمیں ان سے علم مستفاد نہیں ہوتا مگر اگر وُہ یہ کہیں کہ اہل حدیث وسنت کو ان سے علم کا فائدہ نہیں ہوتا تو وُہ اس میں جھوٹے ہیں [2]

اور فرمایا ؛

جب وُہ ان اسناد وطرق کو حاصل نہیں کرتے جن کے ذریعے اہل حدیث وسنت کو حدیث سے علم کا فائدہ ہُوا ہے تو ان کا یہ قول، کہ ہم ان اخبار واحادیث سے علم کا استفادہ نہیں کر سکے، اس سے عام نفی نہیں لازم آتی گی کہ کسی کو بھی ان سے علم کا فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

یہ استدلال تو ایسے ہی ہے کہ کہا جائے کہ ایک آدمی جو ایک چیز کو پانے والا اور اسے جاننے والا ہے کہ وُہ اسے نہیں پانے والا اور نہیں جانتا جیسے مثلاً ایک آدمی

---

[1] الصواعق ۲/ ۳۶۸ [2] ایضاً ۲/ ۳۷۹۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو درد یا لذت محسوس ہوتی ہے یا وُہ کسی چیز کی محبت یا بغض محسوس کرتا ہے، دوسرا کہے کہ اسے درد، لذت، محبت اور بغض نہیں محسوس ہوتے اور اس پر استدلال یہ کرے کہ چونکہ جو کچھ یہ محسوس کرتا ہے میں نہیں کرتا اگر یہ سچا ہوتا اور واقعی اسے درد ہوتا تو میں بھی اس کے ساتھ شریک ہوتا۔ چونکہ مجھے نہیں ہو رہا لہٰذا اسے بھی نہیں ہو رہا واضح ہے کہ یہ استدلال بالکل باطل ہے، کس قدر مناسب حال ہے یہ شعر

اقول للائم المهدى ملامته ذق الهوى فان استطعت الملام لم

میں ملامت کا ھدیہ بھیجنے والے کو کہتا ہوں کہ ایک دفعہ عشق کا ذائقہ چکھ کر دیکھ پھر اگر ہو سکے تو ملامت کر۔

پس اس سے کہا جائے گا کہ اپنی عنانِ توجہ احادیثِ رسول اللہ کی طرف پھیر اور اس کے حصول پر حرص کر، اسے تلاش کر جمع کر اور اس کے ناقلین کے احوال اور اُن کی سیرت کی معرفت کا التزام کر اور اس کے ماسوی سے اعراض کر، اسی کو اپنی غایت مطلوب اور منتہائے مقصود قرار دے بلکہ اس پر اس طرح حریص ہو جس طرح پیروان مذاہب اپنے ائمہ کے مذاہب کی معرفت پر حریص ہیں کہ انہیں اپنے ائمہ کے اقوال و مذاہب پر علم ضروری حاصل ہو گیا ہے، اگر کوئی اس کا انکار کرے تو وُہ اس کا تمسخر اڑاتے ہیں۔ پھر تجھے معلوم ہو سکے گا کہ رسولِ اکرمؐ کی احادیث و اخبار علم کا فائدہ دیتی ہیں یا نہیں مگر ان سے اور ان کے حصول و طلب سے اعراض کی صورت میں تو وُہ علم کا فائدہ نہیں دیں گی۔ اگر تو یہ کہے کہ تجھے وُہ ظن کا فائدہ بھی نہیں دیتیں تو اس کا مطلب یہ ہو گا تو آپ اپنے حصے اور نصیب کے بارے میں خبر دے رہے ہیں[۱] کہ آپکو اس سے صرف یہ حاصل ہُوا ہے)

---

[۱] مختصر الصواعق ۲/۴۳۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث کے متعلق بعض فقہاء کا موقف اور سنت سے عدم واقفیت کی دو مثالیں!

میں کہتا ہوں کہ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسے ہر وہ شخص محسوس کر سکتا ہے جسے علم حدیث سے شغف ہے، اس کے طرق و الفاظ کا تتبع کرتا ہے اور بعض روایات کے بارے میں بعض فقہاء کے موقف پر مطلع ہے۔ میں اس پر دو مثالیں پیش کرتا ہوں، ایک قدیم ہے اور دوسری کا تعلق عصر حاضر سے ہے۔

پہلی مثال: فرمان نبویؐ "لا صلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب" (جس نے فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہے) صحیح ہونے کے ساتھ بخاری مسلم میں بھی مروی ہے اسے حنفیہ نے اس دعوے کے ساتھ رد کر دیا ہے کہ یہ قرآن کی آیت "فاقرءوا ما تیسر منہ" کے ظاہر کے خلاف ہے، سو اس کی تاویل (بزعم خویش یوں کی کہ یہ خبر واحد ہے حالانکہ امیر المومنین فی الحدیث حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب، (جزء القراءۃ) کے شروع میں اس کی صراحت کی ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر مروی ہے۔

ملاحظہ فرمایا آپ نے، کیا ان پر ضروری نہ تھا اس جلیل القدر امام کے علم سے استفادہ کرتے جسے علم حدیث سے خصوصی نسبت اور تعلق ہے، اپنی رائے تبدیل کرتے کہ یہ "خبر واحد ہے" اسے آیت مذکورہ سے ملاتے اور اس کی تخصیص کر لیتے، حالانکہ یہ بھی معلوم ہے کہ اس آیت کریمہ کا تعلق صلوۃ اللیل سے ہے نہ کہ نماز میں فرضیت قراءت کے ساتھ۔

دوسری مثال: آخر زمانہ میں نزول عیسیٰ علیہ السلام کی حدیث وہ بھی صحیحین میں مروی ہے۔ چند برس پیشتر اس کے متعلق جامعہ ازہر کے شیوخ سے سوال کیا گیا تو ان میں سے کسی کی طرف سے مجلہ "الرسالہ" میں اس کا جواب شائع ہوا کہ "یہ حدیث

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخبار آحاد میں سے ہے اس کی اسناد کا مدار وہب بن منبہ اور کعب الاحبار پر ہے۔"

حالانکہ حدیث رسول اللہ میں تخصص و معرفت کے حاملین اس حقیقت کی گواہی دیتے ہیں کہ یہ متواتر حدیث ہے۔ خود میں نے ذاتی طور پر نبی علیہ السلام تک اس کے طرق کا تتبع کیا تو پتہ چلا کہ چالیس صحابہ کرام نے اسے آنحضرت ؐ سے روایت کیا ہے کم از کم ان میں سے بیس کی اسناد صحیح ہیں اور ان میں سے بعض کے تو "صحیحین، سنن "مسانید، اور معاجم"، وغیرہ کتب حدیث و سنت میں ایک سے زیادہ صحیح طرق موجود ہیں۔

اور لطیفہ یہ ہے کہ ان میں سے کسی میں بھی مطلقاً وہب اور کعب کا ذکر نہیں۔

میں نے اپنی مذکورہ تلاش و جستجو کا خلاصہ ان دنوں میں مجلہ "الرسالہ"، کو دو صفحات میں لکھ کر بھیجا تھا کہ وہ اسے علمی خدمت کے طور پر شائع کر دے گا۔ مگر اس کی قسمت میں اشاعت نہ تھی۔

سو یہ سینکڑوں مثالوں میں سے صرف دو مثالیں ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ حدیث نبوی ؐ شریعت اسلامیہ کا اصل ثانی ہونے کے اعتبار سے اہل علم کے ہاں جس توجہ اور اعتنا۔ کی حقدار تھی وہ اسے میسر نہ آئی، حالانکہ اس کے بغیر اصل اول قرآن کریم کی صحیح فہم اور اللہ تعالیٰ کی منشا و مراد کو سمجھنا قطعاً ممکن نہیں ہے۔ بدیں سبب یہ لوگ احادیث رسول ؐ کے ساتھ اس رسواکن بے علمی اور اس کی تصدیق سے اس واضح انحراف کے مرتکب ہوئے، حالانکہ احادیث میں وہی چیزیں ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے، جس کے متعلق اللہ کا فرمان ہے وما اتکم الرسول فخذوہ الخ۔" جو کچھ رسول تمہیں دے اسے پکڑ و سو انہوں نے کچھ حصہ لے لیا اور کچھ ترک کر دیا (فما جزاء من یفعل ذلک منکم الا خزی فی الحیٰوۃ الدنیا و یوم القیٰمۃ یردون الی اشد العذاب۔ (ترجمہ) ایسا کرنے والے کے لیے دنیا میں ذلت و رسوائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوا کچھ نہیں اور آخرت میں وُہ سخت عذاب میں دے مارے جائیں گے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ مسلمان پر واجب ہے کہ محدثین کے نزدیک صحیح اور ثابت ہر حدیث رسول اللہ پر ایمان لائے خواہ عقائد میں ہو یا احکام میں، متواتر ہو یا آحاد خواہ اس کے نزدیک اخبار آحاد علمِ قطعی اور یقین کا فائدہ دیں یا ظن راجح غالب کا ان تمام پر ایمان لانا اور انہیں تسلیم کرنا واجب ہے۔ درحقیقت اس صورت میں مسلمان اس دعوت کی قبولیت سے عہدہ برآ ہو گا جس کا اس آیت میں اسے حکم دیا گیا ہے، "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ۔

(اے ایمان والو) اللہ اور رسول کی بات مانو جب وُہ تمہیں ایسی چیز کی طرف بلائیں جس میں تمہاری زندگی ہو، جان لو اللہ اپنے بندے اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور تم بلاشبہ اسی کی طرف اکٹھے کیے جاؤ گے)

یا اس کے علاوہ دیگر آیات میں جن کا ذکر اس رسالہ کے شروع میں کیا گیا ہے۔ میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ وُہ اس کو نافع بنائے گا، خالصتہً اپنی ذات کے لیے کرے گا، اپنی کتاب کا ناصر اور اپنے نبی کی سنت کا خادم قرار دے گا۔ صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما۔

چوتھی فصل

تقلید اور اسے مذہب و دین بنانا

تقلید کی حقیقت اور اس سے تحذیر: لغت میں تقلید قلادۃ سے ماخوذ ہے قلادۃ اس چیز کو کہتے ہیں جس سے آدمی دوسرے کو کھینچتا ہے۔ خانہ کعبہ کی طرف بھیجی جانیوالی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قربانیوں کے گلوں میں جو رسیاں ڈالی جاتی ہیں اُن کو بھی قلادے کہتے ہیں وُہ بھی اس سے ماخوذ ہے گویا کہ مقلد جس مجتہد کی تقلید کرتا ہے اُس نے اس کے حکم کا پٹا اپنی گردن میں ڈال لیا اور اصطلاح فقہاء میں "بلا حجت کسی کے قول پر عمل کرنا" تقلید ہے۔ اس تعریف سے رسول اللہ کے قول پر اجماع امت کسی عامی آدمی کا کسی مفتی کیطرف رجوع کرنا، قاضی کا عادل گواہوں کی شہادت کی طرف رجوع کرنا وغیرہ نکل جاتے گا چونکہ ان سب کے بارے میں حجت قائم ہو چکی ہے ؎

اس اصولی نص سے ہمیں دو اہم چیزیں مستفاد ہوتی ہیں۔

اول: تقلید کوئی نفع بخش شے نہیں ہے۔

دوم: تقلید جاہل و عامی آدمی کا وظیفہ ہے۔

ضروری ہے کہ ذرا ان دونوں امور کی حقیقت بیان کریں اور ان میں سے ہر ایک پر کتاب و سنت کی روشنی میں نظر ڈالیں، ائمہ کے اقوال سے استشہاد کریں۔ پھر اس کے بعد ان ائمہ کے بزعم خویش تبعین کے احوال پر غور کریں اور دیکھیں کہ وُہ ائمہ کے اقوال کی پیروی میں کس حد تک صحیح ہیں۔

۱۔ پہلی بات کہ تقلید کوئی نفع بخش علم نہیں ہے وُہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ایک سے زیادہ آیات کے اندر اس کی مذمت کی ہے اس لیے متقدمین ائمہ کے اس کی ممانعت کے بارے میں پے درپے اقوال منقول ہیں، امام اندلس علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے اپنی بلند پایہ کتاب "جامع بیان العلم وفضلہ" میں اس کی تحقیق کے لیے ایک باب باندھا ہے جس کی تلخیص یہاں درج کی جاتی ہے وُہ فرماتے ہیں:

؎ ارشاد الفحول ص ۲۳۴ نوٹ: اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ عامی کے مفتی کی طرف رجوع کو اس تعریف سے خارج کرنا باعتبار اس اصطلاح کے ہے جس کی تصریح کی گئی ہے لغۃً اگرچہ وُہ عین تقلید ہے سو اس میں منافاۃ نہیں ہے یعنی لغۃً اس میں داخل ہونے سے حرمت لازم نہیں آتی۔ ۱۲ منہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"باب" تقلید اور اسکی نفی کا بیان، تقلید اور اتباع میں فرق! اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کریمہ میں کئی مقامات پر تقلید کی مذمت کی ہے، فرمایا، اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ (یہود و نصاریٰ نے) اپنے علماء و صوفیاء کو اللہ کے سوا اپنے معبود بنالیا) حضرت حذیفہ وغیرہ سے مروی ہے وُہ فرماتے ہیں کہ وُہ انکی اللہ کے سوا عبادت نہیں کرتے تھے لیکن ان علماء نے ان پر اللہ کے حکم کے بغیر کئی چیزیں حلال کیں اور کئی حرام تو انہوں نے ان کی اتباع کی، عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ کے پاس آیا، میری گردن میں صلیب تھی آپ نے فرمایا یہ بُت اپنی گردن سے اتار دو، میں آپ کے پاس پہنچا تو آپ سورۃ براۃ پڑھ رہے تھے حتیٰ کہ آپ اس آیت پر پہنچے "اِتَّخَذُوا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ عدی بن حاتم کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ہم نے تو اُن کو خدا تسلیم نہیں کیا تھا، فرمایا ٹھیک ہے، کیا جب وُہ تم پر کسی ایسی چیز کو حلال کرتے تھے جو تم پر حرام ہوتی تھی یا حلال کو حرام کرتے تھے تو تم ان کی پیروی نہیں کرتے تھے؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا یہی اُن کی عبادت ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا" وما ارسلنا من قبلک فی قریۃ من نذیر الا قال مترفوھا انا وجدنا اباءنا علی امۃ وانا علی اثارھم مقتدون قال اولو جئتکم باھدی مما وجدتم علیہ اباءکم

ترجمہ، (ہم نے جب بھی تجھ سے قبل کسی بستی میں کوئی نبی بھیجا تو اس کے سرداروں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے آباء کو ایک دین پر پایا ہے اور ہم بھی انہیں کے آثار کی اقتداء کریں گے۔ سو اُن کو قبولیت ہدایت سے تقلید آباء نے روکے رکھا، انہوں نے کہا، " انا بما ارسلتم بہ کٰفرون۔ (جو کچھ تم لاتے ہو ہم اس کے منکر ہیں) دُوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے کفار پر عیب لگاتے اور اُن کی مذمت کرتے ہوتے فرمایا" ما ھٰذہ التماثیل التی انتم لھا عٰکفون: قالوا وجدنا اباءنا لھا عابدین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم میں اپنے آباء ورؤساء کی تقلید کے ضمن میں بہت ساری آیات ہیں۔ علماء امت نے ان آیات سے تقلید کی ممانعت پر دلیل پکڑی ہے، ان کا کفر ان آیات سے حجت پکڑنے میں مانع نہیں ہوا، چونکہ مشابہت ایک گروہ کے کفر اور دوسرے کے ایمان کی وجہ سے واقع نہیں ہوئی بلکہ مشابہت ان دونوں تقلیدوں میں اس لحاظ سے ہے کہ دونوں میں بلا حجت مقلدین اپنے پیشواؤں کی اتباع کرتے ہیں جیسے ایک آدمی نے کسی کی تقلید کی اور وہ کفر میں مبتلا ہوگیا، دوسرے نے کسی کی تقلید کی تو وہ صرف گناہ کا مرتکب ہوا تیسرے نے کسی کی تقلید کی تو اس نے خطا کی، یہ تینوں بلا دلیل تقلید کرنے پر ملامت کے برابر حقدار ہوں گے چونکہ ان میں سے ہر ایک نے تقلید کی ہے جو ایک دوسرے کے مشابہ ہے اگرچہ ان کے گناہ مختلف ہیں یعنی غلطی سب نے برابر کی ہے، نتائج کے لحاظ سے وہ اگرچہ مختلف ہیں

پھر ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت لاتے ہیں، وہ کہا کرتے تھے "اغد عالما او متعلما ولا تغد امعة فيما بين ذلك" (عالم بن یا متعلم اندھا مقلد نہ بن۔ ایک دوسری سند سے یوں روایت ہے کہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ کنا ندعو الامعة فی الجاهلية الذی یدعی الی الطعام فيذهب معه بغيره وهو فيكم اليوم المحقب دينه الرجال" ہم زمانہ جاہلیت میں اس شخص کو "امعۃ" کہا کرتے تھے جب کھانے پر بلایا جائے اور وہ اپنے ساتھ کسی اور کو لے جائے لیکن آج اس کا معنی ہے وہ شخص جو اپنے دین کو دوسروں کے پیچھے لگاتا ہے یعنی مقلد ہے۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں، ويل للاتباع من عثرات العالم قيل! كيف ذلك؟ قال، يقول العالم شيئا برأيه ثم يجد من هو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعلم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منہ فیترک قولہ ذلک ثم تمضی الاتباع

یعنی دلیل ہے عالم آدمی کی لغزشوں کی پیروی کے لیے، عرض کیا گیا اس کا کیا مطلب ہے فرمایا عالم اپنی صوابدید سے ایک بات کہتا ہے پھر اسے اپنے سے بڑا عالم مل جاتا ہے (جس سے اسکو حدیث نبوی مل جاتی ہے) تو وہ اپنی رائے کو ترک کر دیتا ہے پھر اس کے مقلدین اس کی پہلی بات کو لے کر اس کی پیروی کرتے ہیں) پھر ابن عبد البر فرماتے ہیں، آنحضرت صلعم سے ثابت ہے آپ نے فرمایا:

"تذھب العلماء ثم تتخذ الناس رؤسا جہالا، یسألون نیفتون بغیر علم فیضلون ویضلون"۔ ؎۱

علماء ختم ہو جائیں گے پھر لوگ جاہلوں کو اپنے سردار بنا لیں گے۔ اُن سے مسائل پُوچھے جائیں گے تو وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے۔ خود بھی بھٹکیں گے دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

یہ سب تقلید کا ابطال اور اس کی نفی ہے اس شخص کے لیے جو اُسے سمجھے اور اس کے نصیب میں رشد و ہدایت ہو، فساد تقلید کے بارے میں ائمہ امصار میں کوئی اختلاف نہیں ہے، اس لیے زیادہ دلائل کی بجائے اسی قدر کافی ہے۔

علامہ ابن قیم نے بھی اسے اعلام الموقعین میں نقل کیا ہے ؎۲

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "تقلید کے ساتھ فتویٰ دینا جائز نہیں ہے۔ چونکہ تقلید علم نہیں ہے اور علم کے بغیر فتوے دینا حرام ہے اور اس سے کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ "تقلید علم نہیں ہے"" اور یہ کہ مقلد پر عالم کا اطلاق نہیں ہوتا۔

ایسے ہی سیوطی فرماتے ہیں: "مقلد عالم نہیں کہلا سکتا جیسے ابو الحسن سندھی حنفی نے ابن ماجہ کے حاشیہ کے ابتداء میں نقل کیا ہے اور شوکانی نے ارشاد الفحول ص ۲۳۶ میں لکھا ہے۔

؎۱ اس مفہوم کی روایت بخاری مسلم میں عبداللہ بن عمرو بن عاص سے مروی ہے جو میری کتاب "الروض النضیر" میں ۵۴۹ نمبر پر ہے اس کے الفاظ آگے آرہے ہیں ؎۲ ۲/۱۹۲ - ۱۹۸۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ان التقلید جھل ولیس بعلم" (تقلید جہالت ہے علم نہیں ہے)

علماء حدیث کی یہ تصریحات اس سے متفق ہیں جو کتبِ حنفیہ میں آیا ہے، کہ جاہل کو قضا سونپنا ناجائز ہے۔ علامہ ابن الہمام نے جاہل کی تفسیر "مقلد" سے کی ہے۔

تقلید کی ممانعت میں ائمہ کے اقوال ائمہ مجتہدین کے اقوال پے درپے آئے ہیں جن میں انہوں نے اپنی اور دیگر ائمہ کی تقلید سے ممانعت فرمائی ہے۔

۱۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

لا یحل لاحد ان یأخذ بقولنا ما لم یعلم من این اخذناہ"

کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ یہ جانے بغیر ہمارے قول کو قبول کرے کہ ہم نے وہ کہاں سے لیا ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے "حرام علی من لم یعرف دلیلی ان یفتی بکلامی فاننا بشر نقول الیوم ونرجع عنہ غدا"

جو شخص میری دلیل نہیں پہچانتا اسے میرے کلام پر فتوے نہیں دینا چاہیے بے شک ہم بشر ہیں، آج بات کرتے ہیں کل اس سے رجوع کر لیتے ہیں۔

۲۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں [1]

انما انا بشر اخطئ واصیب، فانظروا فی رائی فکل ما وافق الکتاب والسنۃ فخذوہ، وکل ما لم یوافق الکتاب والسنۃ فاترکوہ"

بے شک میں بشر ہوں میری رائے درست بھی ہو سکتی ہے اور غلط بھی۔ میری رائے پر غور کرو، جو کتاب و سنت کے موافق ہو اسے قبول کر لو اور جو کتاب و سنت کے منافی ہو اسے چھوڑ دو۔

---

[1] امام مالک کا یہ فیصلہ کس قدر شاندار ہے "کل احد یوخذ منہ ویرد علیہ الا صاحب ھذا القبر" یعنی ہر شخص کی بات مانی بھی جا سکتی ہے اور رد بھی کی جا سکتی ہے مگر اس قبر والے کی بات صرف مانی ہی جا سکتی ہے رد نہیں کی جا سکتی (مترجم)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳- امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

" اجمع المسلمون علی ان من استبان لہ سنۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یحل ان یدعہا لقول احد"

مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ جس شخص کو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مل جائے اسے کسی کے قول کی وجہ سے چھوڑنا حرام ہے۔

نیز فرمایا: کل مسئلۃ صح فیہا الخبر عن رسول اللہ عند اھل النقل بخلاف ما قلت، فانا راجع عنہا فی حیاتی وبعد موتی"

جس مسئلہ کے بارے میں رسول اللہ کی صحیح حدیث میرے قول کے خلاف ثابت ہو جائے، میں اس سے اپنی زندگی میں اور موت کے بعد رجوع کرتا ہوں۔

اور فرمایا کل ما قلت، فکان عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم خلاف قولی مما یصح فحدیث النبی اولی فلا تقلدونی"

میرے قول کے خلاف اگر صحیح حدیث ہو تو وہی اُولی ہے پس میری تقلید مت کرو۔

۴- امام احمد رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

لا تقلدنی ولا تقلد مالکا ولا الشافعی ولا الاوزاعی ولا الثوری وخذ من حیث اخذوا"

(میری تقلید نہ کرو، نہ مالک کی نہ شافعی کی، نہ اوزاعی اور ثوری کی جہاں سے انہوں نے (دین) لیا وہاں سے تم لو۔)

ان ائمہ کا یہ قول بڑا مشہور ہے" اذا صح الحدیث فھو مذھبی" (جب حدیث صحیح ثابت ہو جائے وہی میرا مذہب ہے)

اوران کے علاوہ کئی اقوال منقول ہیں جن میں سے چند عمدہ اقوال میں نے اپنی کتاب "صفۃ صلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم" کے مقدمہ میں ذکر کیے ہیں [1] یہاں جو ذکر ہو گئے

---

[1] صفۃ صلوٰۃ النبی ص ۲۳، ۲۴۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کافی ہیں۔

علم صرف اللہ اور اسکے رسول ؐ کے فرمودات کا نام ہے۔ اجب علماء کے نزدیک تقلید کی یہ حالت ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ جن لوگوں کو دلائل سے حق سمجھنے کی توفیق یسر ہے اُن کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ فقہ میں کتاب و سنت کے علاوہ کسی چیز کی بات کریں چونکہ علم کے شایان شان یہی ہے کہ وُہ صرف کتاب و سنت میں ہو نہ کہ آراء الرجال میں اسی لیے امام شافعی رحمہ اللہ "الرسالۃ" میں فرماتے ہیں۔

علماء پر واجب ہے کہ جہاں سے انہوں نے علم سیکھا ہے اسی کی بات کریں، علم کے بارے میں بعض لوگوں نے ایسا کلام کیا ہے کہ اگر وُہ خاموش رہتے تو اس سے بہتر اور سلامتی کے زیادہ قریب تھا۔ ان شاء اللہ![1]

دوسری جگہ فرمایا،

"کسی شخص کو ہرگز جائز نہیں کہ وُہ کسی چیز کی حلت وحرمت کا فتوٰے دے مگر از رُوئے علم اور علم کتاب وسنت یا اجماع وقیاس میں مہارت پیدا کرنے کا نام ہے[2]

ایک دوسری جگہ فرمایا؛

اگر کسی نے بغیر خبر لازم اور قیاس کے کوئی بات کہی تو وُہ اس سے بھی زیادہ گناہ کے قریب ہوگی جس نے بغیر علم کے کہی، اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم ؐ کے بعد کسی شخص کو یہ حق نہیں دیا کہ وُہ علم کے بغیر کچھ کہے اور علم سے مراد کتاب، سنت، اجماع، آثار اور وُہ قیاس ہے جو اُن پر مرتب ہو[3]۔

سب سے بڑی مصیبت جس میں نہ صرف عامۃ المسلمین بلکہ خواص بھی مبتلا ہیں وُہ یہ ہے کہ آج اور آج سے قبل کئی صدیوں سے ان کی اکثریت کتاب وسنت، آثارِ صحا

---

[1] الرسالہ ص ۴۱ رقم ۱۲۱، ۱۲۲ [2] ص ۳۹/۱۲۰ [3] ۵۰۸/۱۴۶۷-۱۴۶۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اقوالِ ائمہ سے مستفید ہونے کی بجائے جہالت کے دبیز پردوں میں ذبی ہوتی ہے جن کا منشا یہ ہے کہ تقلید مذموم ہے، وہ کوئی علم نہیں اور علم صرف قال اللہ اور قال رسول اللہ میں منحصر ہے۔ اسی لیے انہیں سے کسی کے دل میں یہ بات کھٹکتی بھی نہیں ہے کہ کتاب وسنت میں جو علم ممدوح ہے وہی ہے جو اُن کے عقائد و احکام کے بارے میں آیا ہے اور جن علماء کی کتاب وسنت میں مدح و ستائش کی گئی ہے وہی علماء بین جہان میں آنے والے عقائد واحکام کے عارف ہیں نہ کہ ائمہ کے اقوال اور اُن کے اجتہادات کے عارفین (بلکہ وُہ اس کا الٹ سمجھتے ہیں) اسی لیے آپ انہیں حیران و سرگردان دیکھیں گے، یہ تمیز بھی نہیں کرسکتے کہ کون کون سے اقوال و اجتہادات کتاب وسنت کے موافق ہیں اور کون سے مخالف اسی طرح کبھی ان کے دل میں یہ بات مطلقاً نہیں آتی جب وُہ علاماتِ قیامت کی احادیث میں یہ حدیث پڑھتے ہیں۔

" یرفع فیھا العلم، ویظھر فیھا الجھل" کہ علم اُٹھ جاتے گا جہالت عام ہوجاتے گی) کہ اس میں مقلد کا علم بھی داخل ہے جو عین جہل ہے چونکہ گزشتہ سطور میں ائمہ کی تصریحات گزر چکی ہیں کہ مقلد کے پاس کوئی علم نہیں ہے، اسی طرح وُہ قطعاً اس حدیث کو پڑھ کو متنبہ نہیں ہوتے۔

" ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعہ من الناس ولکن یقبض العلم بقبض العلماء " اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح قبض نہیں کرے گا کہ اسے لوگوں کے سینوں سے چھین لے گا لیکن علم علماء کے قبض کرنے سے قبض کرے گا [۱]

کہ اس سے کتاب وسنت کے علماء مراد ہیں بلکہ ہم تو مدت سے کئی لوگوں کو سُن رہے ہیں کہ اس حدیث کو اپنے مشائخ تقلید میں سے کسی شیخ کی موت کی مناسبت سے ذکر کرتے رہتے ہیں اسی طرح حدیث کے باقی حصے کا بھی غلط مفہوم لیتے ہیں

---

[۱] بخاری مسلم۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی "حتی اذا لم یترک عالماً اتخذ الناس رؤوساً جہالاً فسئلوا فافتوا بغیر علم (ولفظ البخاری برأیہم) فضلوا واضلوا" (حتی کہ جب اللہ تعالیٰ کسی عالم کو نہیں چھوڑے گا تو لوگ جہلاء کو سردار بنائیں گے، اُن سے مسائل پوچھے جائیں گے تو وُہ بغیر علم (بخاری میں ہے اپنی رائے سے) کے فتوے دیں گے، سو خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ مقلدین کا خیال ہے کہ اس سے مراد وُہ عامۃ الناس ہیں جو تقلیدی فقہ کا علم اور مذاہبِ ائمہ کی معرفت نہیں رکھتے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وصف میں وُہ مقلدین داخل ہیں جو حقیقی علم (کتاب و سنت) کی بجائے اجتہادات ائمہ کی معرفت اور بغیر بصیرت کے ان کی تقلید پر قانع ہیں، جیساکہ ابنِ عبدالبر اندلسی کے کلام میں اس طرف اشارہ ہو چکا ہے۔ علماء کرام رحمہم اللہ کا اس حدیث سے اس بات پر استدلال کرنا کہ ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی مجتہد بھی نہ ہو، جیساکہ فتح الباری ۲۴۴/۱۲ میں بالتفصیل مذکور ہے، ان کا اشارہ اس طرف ہے کہ علماء سے مراد مجتہدین ہیں اور جہال سے مقلدین۔

اصل میں اس جہل کا راز یہ ہے کہ وُہ حقیقتِ علم سے ناآشنا ہیں اور انہیں معلوم نہیں ہے کہ وُہ عالم کون ہے جو ان آیات و احادیث میں مذکور ہے۔ جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون (کیا وُہ لوگ جو عالم ہیں وُہ اُن کے ساتھ برابر ہیں جو عالم نہیں ہیں) نیز "یرفع اللہ الذین اٰمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات" (اللہ تم میں سے ایمانداروں کے درجات بلند کرتا ہے اور ان لوگوں کے جو علم دیے گئے) نبی علیہ السلام نے فرمایا: "فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم" (عالم کو اسی طرح عابد پر فضیلت حاصل ہے جس طرح مجھے تم پر[1]) (ترمذی)

---

[1] اس کی سند صحیح ہے، ملاحظہ ہو مشکوٰۃ مع تخریج البانی ص ۲۱۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور فرمایا: "اذا مات ابن آدم انقطع عملہ الا من ثلاث صدقۃ جاریۃ او علم ینتفع بہ او ولد صالح یدعو لہ" (رواہ مسلم)

(ابنِ آدم کی موت کے بعد اس کے تمام اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے صرف تین قسم کے اعمال جاری رہتے ہیں۔ صدقہ جاریہ، علم نافع اور اولاد صالح جو اُس کے لیے دعا کرے (مسلم)

نیز فرمایا: لیس منا من لم یجل کبیرنا ویرحم صغیرنا ویعرف لعالمنا حقہ" (رواہ الحاکم)[1] جو بڑوں کی عزت نہ کرے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے عالم کا حق نہ پہچانے وُہ ہم میں سے نہیں ہے وغیرہ آیات و احادیث کثیرہ جو علم اور اہلِ علم کی فضیلت میں آئی ہے۔ حافظ ابن البر نے اپنی کتاب "جامع بیان العلم" میں اس حقیقت کی وضاحت کے لیے ایک خاص باب منعقد کیا ہے، وُہ فرماتے ہیں: "علم کے اصول اور اس کی حقیقت کا بیان اور جس چیز پر علم و فقہ کا نام مطلقاً بولا جاتا ہے۔"

علامہ فلانی رحمہ اللہ نے بھی ایقاظ ھمم اولی الابصار" میں ان کی پیروی کی ہے[2] (یہی باب منعقد کیا ہے) پھر دونوں نے اس باب کے تحت اس کی وضاحت کرتے ہُوئے بعض احادیث و آثار ذکر کیے ہیں، علامہ فلانی نے اس بحث کو ختم کرتے ہُوئے لکھا ہے:

"پس یہ احادیث و آثار صراحۃً اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ لفظ علم مطلقاً علوم کتاب و سنت اور اجماع پر بولا جاتا ہے یا اس قیاس پر جو نص نہ ملنے کی صورت میں ان اصول پر کیا گیا ہے ان کے نزدیک جو اسے جائز سمجھتے ہیں نہ کہ اہلِ تقلید و عصبیت کے خیال کے مطابق علم صرف اسی میں منحصر ہے جو مذہبی آراء پر مشتمل

[1] اس کی سند حسن ہے۔ ملاحظہ ہو تخریج الترغیب ۱/۶۴ [2] ۲/۲۳، ۲۴ ایقاظ ص ۲۳، ۲۶۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتب میں مدون ہے۔ حالانکہ ان میں سے بعض آراء احادیثِ نبویہ کی نصوص سے متصادم ہیں۔"

خلاصہ یہ ہے کہ تقلید مذموم ہے، چونکہ وُہ جہالت ہے، علم نہیں ہے تحقیقی علم کتاب وسنت کے علم اور ان میں فہم وبصیرت پیدا کرنے کا نام ہے۔

دلیل سمجھنے سے عاجز آدمی کیلئے تقلید کا جواز! کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ ہر شخص تو اس معنی میں عالم نہیں ہو سکتا (کہ وُہ کتاب وسنت میں فہم پیدا کرلے) تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں یہ ٹھیک ہے مگر اس میں نزاع کس کا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون" (اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھو) نیز فرمایا "فاسئل به خبيرا" (کسی خبردار سے پوچھ) آنحضرت علیہ السلام نے انکے بارے میں فرمایا جنھوں نے بے علمی میں فتوے دیا تھا "الا سئلوا حين جهلوا، فانما شفاء العي السوال" (جب انہیں علم نہ تھا تو انہوں نے پوچھ کیوں نہ لیا، (علم سے) عاجز کی شفا سوال ہے) بحث مستطیع اور غیر مستطیع کی تحدید کے بارے میں نہیں تھی بلکہ سیاقِ کلام اس پر دال ہے کہ بحث تو صرف ان خواص پہ منطبق ہوتی ہے جو ان کے ظن میں اہلِ علم ہیں، ان کے لیے تمام مسائل کی یا کم از کم بعض کی دلیل کے ساتھ معرفت ممکن ہے، درحقیقت وُہ مذہب امام کے اقوال کے علماء ہیں اور کتاب وسنت سے بے بہرہ، سو اس سوال کا یہ اصلا محل نہیں ہے خصوصًا جبکہ میں اس فصل کے شروع میں ذکر کر چکا ہوں کہ اصولی نص سے ہمیں دو اہم امور مستفاد ہوتے ہیں۔

۱۔ تقلید کوئی نافع علم نہیں ہے اس کا بیان ضرورت کے مطابق ہو گیا ہے، وُہ ان شاء اللہ کافی ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ وُہ عامی جاہل کا وظیفہ ہے تو اس سے وُہ عالم نکل گیا جسے دلائل کی معرفت پر قدرت ہے اور اس کا وظیفہ تقلید نہیں بلکہ اجتہاد ہے اب ہم ایک دوسرے امر کی تشریح و توضیح کرتے ہیں، ابن عبدالبر کی جو بحث پیچھے گزر چکی ہے اس کے بعد وُہ فرماتے ہیں:

• یہ سب خواص کے لیے ہے، عوام کے لیے جب کوئی مسئلہ پیدا ہو جاتے تو انہیں اپنے علماء کی تقلید کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ چونکہ عامۃ الناس پر مواقع حجت ظاہر نہیں ہوتے اور وُہ عدم فہم کی وجہ سے اس کے علم تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے۔ چونکہ علم کے کئی درجے ہیں، نچلا درجہ حاصل کیے بغیر اوپر والے کو حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ یہی چیز عامۃ الناس اور طلب حجت کے درمیان حائل ہے واللہ اعلم علماء کا اس میں اختلاف نہیں ہے، عامۃ الناس پر اپنے علماء کی تقلید ضروری ہے اللہ کے اس فرمان میں وُہی مراد ہیں، فاسئلوا اھل الذکر الخ اور اس پر علماء کا اجماع ہے کہ اندھے آدمی کے لیے ضروری ہے کہ جب اس پر جہت قبلہ کا پتہ چلانا مشکل ہو جائے تو ایسے شخص کی تقلید کرے جس کی قبلہ کے بارے میں معرفت پر اسے وثوق و اعتماد ہے۔ پس ایسے ہی وُہ شخص جس کے پاس علم نہیں ہے یا وُہ آنکھ نہیں ہے جس سے وُہ دین کی معرفت حاصل کر سکے، اس کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے کہ وُہ کسی عالم کی تقلید کرے۔ ایسے ہی علماء کا اس میں بھی اختلاف نہیں ہے کہ عامی آدمی کو فتوے دینا ناجائز ہے۔ یہ اس کی ان چیزوں سے ناواقفیت کی وجہ سے ہے جن سے حلت و حرمت کا پتہ لگانا اور علم کے بارے میں گفتگو کرنا جائز ہوتا ہے واللہ اعلم

میرا خیال ہے کہ عامی کے بارے میں مطلقًا کلام اور یہ کہ اس کے لیے تقلید کے بغیر چارہ نہیں ہے، ایک چیز سے خالی نہیں ہے۔ چونکہ جیسا آپ کو معلوم ہو گیا ہے کہ تقلید بغیر حجت کے کسی کے قول پر عمل کرنے کا نام ہے، تو بسا اوقات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عوام میں سے سمجھدار لوگوں کے لیے بھی حجت کو سمجھنا آسان ہوتا ہے، جبکہ ان تک پہنچنے والی نص واضح ہو، مثلاً آنحضرتؐ کا فرمان "التیمم ضربۃ واحدۃ للوجہ والکفین" (کہ تیمم چہرے اور ہاتھوں کے لیے ایک ضرب ہے) کے بارے میں کون گمان کرتا ہے کہ عوام میں سے اچھے دماغ والے لوگ اس سے حجت و دلیل نہیں سمجھ سکتے، بلکہ اس سے تو عام دماغ کا آدمی بھی دلیل پکڑ سکتا ہے، اسی لیے حق یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ جو شخص معرفت دلیل سے عاجز ہے اسی پر تقلید واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو اُس کی وسعت و طاقت سے زیادہ مکلف نہیں بناتا۔

اس کی تائید میں ابن قیم کا کلام بھی اس بحث کے آخر میں آ رہا ہے جیسے کہ ایک عالم شخص بھی بعض اوقات بعض مسائل میں تقلید پر مجبور ہو جاتا ہے، بلکہ جب وُہ اس مسئلہ میں اللہ و رسول کی طرف سے کوئی نص معلوم کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے اور اس میں اپنے سے زیادہ صاحبِ علم کے قول کے سوا اسے کچھ نہ مل سکے تو مجبوراً اس کی تقلید کرے گا، جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے بعض مسائل میں کیا ہے، اسی لیے امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"یہ اہلِ علم کا عمل ہے اور واجب ہے، تقلید مجبور و مضطر کے لیے مباح ہے لیکن جو شخص باوجود طاقت و قدرت کے کتاب و سنت اور اقوالِ صحابہ سے حجت پکڑنے کی بجائے تقلید کرے وُہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی باوجود قدرت کے ذبیحہ چھوڑ کر مردار کھائے۔ پس اصل یہ ہے کہ کسی کا قول بلا دلیل نہ لیا جائے مگر مقلدین نے حالتِ ضرورت کو اپنا راس المال بنا لیا ہے[1]"

اہلِ مذاہب کا اجتہاد سے تصادم اور ہر ایک پر تقلید کو واجب قرار دینا

ان توضیحات کے بعد ہم اپنے سابقہ وعدے کی طرف آتے ہیں ہم نے کہا تھا

[1] اعلام ج ۲ ص ۳۴۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ہم (بزعم خویش) ائمہ کے متبعین کے احوال اور ان کی ائمہ کے اقوال کی اتباع پر نظر ڈالیں گے کہ وہ کہاں تک صحیح ہے۔

جمہور شیوخ مقلدین مدتوں سے ایک بالکل عجیب وغریب موقف اختیار کیے ہوئے ہیں، کیونکہ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ احکام شرع کے لیے کتاب وسنت کی طرف رجوع کرنے کے اہل نہیں ہیں لہذا ان پر تقلید واجب ہے اور وہ یہ بھی نہیں پسند کرتے کہ ان کی نسبت جہل کی طرف کی جائے، حالانکہ اُن کے علماء کے اقوال کا تقاضا یہی ہے بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اُن کے کئی اصولوں میں اُن کی تقلید سے خارج ہیں اور انہوں نے اپنے قواعد بنا لیے ہیں، حالانکہ جب وہ تقلید کا دعویٰ کرتے ہیں تو انہیں یہ حق حاصل نہیں ہے، خصوصاً جب اُن کے یہ قواعد کتاب وسنت کے بھی منافی ومخالف ہوں، ائمہ کرام کے مذکورہ بالا اوامر کے خلاف انہوں نے محض اپنے اُوپر فروع میں بھی اُن کی تقلید واجب کرنے کے لیے اپنے پاس سے وہ قواعد اختراع کیے ہیں، ان کا دعویٰ ہے کہ "مجتہد مطلق کا وجود ختم ہو گیا ہے" اور ان کے ہاں یہ مشہور ہے کہ چوتھی صدی ہجری کے بعد سے اجتہاد کا دروازہ بند ہے۔ ایسے ہی ابن عابدین شامی نے اس قول کے حاشیہ پر ذکر کیا ہے[1]۔ اپنے اسی خیال کی وجہ سے وہ مسلمانوں کو کتاب وسنت میں تفقہ پیدا کرنے سے روکتے اور ان پر ائمہ اربعہ میں سے کسی امام کی تقلید کو واجب قرار دیتے ہیں جیسے "الجوہرہ" میں ہے۔

وواجب تقلید حبر منهم   كذا حكى القوم بلفظ يفهم

(اور ان میں سے کسی امام کی تقلید واجب ہے جیسے قوم کے الفاظ سے یہ مفہوم سمجھ میں آتا ہے)

---

[1] "شامی ۱/۵۵۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوران کا یہ بھی دعوےٰ ہے کہ علمِ حدیث وفقہ اپنی آخری شکل اختیار کر چکا ہے[1] (یعنی اس میں نسخ وتادیل کی اب کوئی گنجائش نہیں رہی) اور اپنے اس دعوے کو مؤکد ومحکم بنانے کے لیے ابوالحسن کرخی کا قول پیش کرتے ہیں" کل ایة تخالف ما علیہ اصحابنا فھی مؤولة او منسوخة وکل حدیث کذالک فھو مؤول او منسوخ[2]" جو آیت ہمارے اصحاب مذہب کے خلاف ہے وُہ مؤول ہے یا منسوخ۔ ایسے ہی اس قسم کی ہر حدیث منسوخ ہوگی یا اس کی تاویل کی جائے گی۔ اسی لیے آپ جوں ہی اُن کے سامنے کوئی آیت یا حدیث پیش کرینگے تو وُہ فوراً اس کے رد کے لیے اپنے آپ کو تیار پائیں گے۔ بغیر اس امر پر غور کیے کہ اس آیت وحدیث کا مدلول کیا ہے اور کیا ان کا یہ فعل اُن کے اپنے ہی مذہب کے خلاف تو نہیں ہے اور فوراً جواب دیں گے کہ مذہب مقدم ہے یا آپ کا علم! دگویا آیات واحادیث کی تاویل اور اُن کا نسخ بوجہ خلاف مذہب ہونے کے ان کے بناکردہ اصول دقواعد کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔

ائمہ کیلیے تعصب اور ان کی تقلید فرض قرار دینے میں اہل مذاہب کی انسے مخالفت!

پس ان اہل مذاہب نے اپنے ائمہ کے وصایا کے خلاف اختراع کردہ قواعد سے اپنے اور تمام طلبہ علم کے سینوں میں تقلید کے لیے جگہ بنالی ہے اور اُن کی وجہ سے ہی وُہ طالبانِ علم کو فقہِ کتاب وسنت سے روکتے ہیں، اُن کے عرف میں فقہ صرف علما کی کتابوں میں واقع اُن کے اقوال کو سمجھنے کا نام ہے، پھر اس پر بس نہیں کی بلکہ مذہبی تعصب کی دعوت بھی دی ہے جیسے ان میں سے بعض کا قول ہے:

---

[1] الدر المختار ا ر ۵۴ حاشیہ [2] "تاریخ التشریع الاسلامی للخضری" ص ۳۳۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جب ہم سے ہمارے اور مخالف کے مذہب کے بارے میں سوال کیا جائے تو لازمًا یہ جواب ہوگا، ہمارا مذہب صواب ہے اور اس میں خطاء کا احتمال ہے اور مخالف کا مذہب خطا ہے اور اس میں صواب کا احتمال ہے اور جب ہم سے ہمارے اور مخالفین کے معتقدات کے بارے میں پوچھا جاتے تو لازمًا ہم یہی کہیں گے کہ حق وہ ہے جس پر ہم ہیں اور باطل وہ ہے جس پر ہمارے مخالفین ہیں"

حالانکہ یہ یا اس کے علاوہ ایسے ہی اقوال جن کا ہم نے ذکر نہیں کیا ائمہ متبوعین میں سے کسی امام نے نہیں کہے، بلکہ وہ اپنے علم وتقویٰ کے لحاظ سے اس سے بلند و بالا تھے کہ ایسے لغو اقوال اُن سے سرزد ہوتے، یہ اقوال دو وجوہ کی بناپر واضح طور پر باطل ہیں۔

اولًا: یہ کہ کتاب وسنت کی کئی نصوص کے خلاف ہیں جن میں حکم دیا گیا ہے کہ انسان علم کے بغیر کوئی بات نہ کرے جیسے فرمایا: "ولا تقف ما لیس لک بہ علم" (جس چیز کا تجھے علم نہیں ہے اس کے درپے نہ ہو) یہ معلوم ہو چکا ہے کہ حقیقی علم وہی ہے جو کتاب وسنت میں ہے، تو اُن کے ذکر کردہ اقوال پر قرآن وسنت کی کونسی نص دلالت کرتی ہے؟

ثانیًا: یہ کہ انہیں تقلید کا دعوٰے ہے اور مقلد کی دلیل صرف امام کا قول ہوتا ہے جیسے اُن کی کتابوں میں معروف ہے تو اُن کے ائمہ کے کلام میں ان اقوال کا کہاں ذکر ہے؟ حاشا وکلا وہ اس سے بری ہیں۔

مقلدین میں اختلاف کی کثرت اور محدثین میں اسکی قلت!

اس کو سمجھ لینے کے بعد صدیوں سے مقلدین کے مختلف گروہوں میں بدترین اختلاف وافتراق کے اسباب بھی سمجھ میں آجاتے ہیں۔ حتیٰ کہ جمہور مقلدین نے مخالف مذہب کے پیچھے نماز نہ ہونے یا مکروہ ہونے کا فتوٰے دیا ہے، بلکہ بعض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے حنفی کو شافعی عورت کے ساتھ شادی کرنے سے منع کیا ہے، اور دوسرے نے اس کی اجازت دی تو یہ علت بیان کرتے ہوئے کہ اسے کتابیہ عورت سمجھ کر نکاح کر لیں۔ (تنزیلاً لها منزلة اہل الکتاب) گویا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ خطاب اُن کے لیے نہیں ہے۔

"ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءتهم البینت"
(اُن کی طرح نہ ہو جو دلائل و بینات آنے کے بعد آپس میں متفرق و مختلف ہو گئے)
اور فرمایا "فتقطعوا امرهم بینهم زبرا کل حزب بما لدیهم فرحون"

امام ابن قیم اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں، زبر سے مراد کتب ہیں یعنی ہر فرقے نے اپنی الگ کتب تصنیف کر لیں، ان کو قبول کرتے، ان پر عمل کرتے اور انہیں کی طرف دعوت دیتے، دوسروں کی کتابوں کے علاوہ، جیسا کہ اب واقع ہے۔

میں کہتا ہوں شاید عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا اشارہ بھی انہیں کتابوں کی طرف ہے۔ عمرو بن قیس سکونی ان سے راوی ہیں، فرمایا، "میں اپنے باپ کے ہمراہ ایک وفد میں امیر معاویہؓ کی طرف نکلا تو میں نے ایک آدمی کو سنا، وہ لوگوں سے بیان کر رہا تھا:

"علاماتِ قیامت میں سے ہے کہ اشرار بلند مرتبہ ہوں گے، اخیار ذلیل ہوں گے، کردار و عمل ختم ہو جائے گا، باتیں زیادہ ہوں گی، قوم میں "مثناۃ" پڑھی جائے گی اور اسے تبدیل کرنے یا اس کا انکار کرنے والا قوم میں کوئی نہیں ہو گا، پوچھا گیا، مثناۃ سے کیا مراد ہے، فرمایا، جو کچھ کتاب اللہ کے علاوہ لکھا جائے"۔ [1]

---

[1] اخرجہ الحاکم (۴/۵۵۴-۵۵۵) وقال "صحیح الاسناد" ووافقہ الذھبی وھو وان کان موقوفا فلہ حکم المرفوع لانہ من الامور الغیبیۃ التی لا تقال بمجرد الرأی، لاسیما وقد رفعہ بعض الرواۃ عنہ وصححہ ایضا ۱۲ منہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاید اسی وجہ سے امام احمد بن حنبل خالص کتاب وسنت کی اتباع پر بڑے حریص تھے، فروعات اور رائے پر مشتمل کتابیں تصنیف کر لے کو اچھا نہیں جانتے تھے لہ اس سے ڈرتے ہوئے کہ لوگ انہیں کتاب وسنت پر ترجیح دیں گے جیسا کہ تمام مقلدین نے کیا ہے وہ اختلاف کی صورت میں اپنے مذہب کو کتاب وسنت پر ترجیح دیتے اور ان کے لیے معیار قرار دیتے ہیں جیسے ابھی کرخی کا قول گزرا ہے حالانکہ کتاب وسنت کی اتباع واجب ہے، جیسا کہ گذشتہ دلائل کا تقاضا ہے، اقوال ائمہ بھی ان پر اسی کو واجب قرار دیتے ہیں اور انہیں ان مذاہب کے ساتھ ضم ہو جانا ضروری ہے جن کے ساتھ کتاب وسنت ہے۔ لیکن سخت افسوس ہے کہ وہ آپس میں اختلاف وتنازع کا شکار ہو گئے، اسی لیے امام ابن قیم رحمہ اللہ آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں " وانہ من یعش منکم فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی۔" (جو شخص تم میں سے زندہ رہا وہ عنقریب بڑا اختلاف دیکھے گا، (اختلاف کی صورت میں) تم میری سنت کو لازم پکڑنا۔

" یہ اختلاف کرنے والوں کی مذمت اور اُن کے راستے پر چلنے والوں کو تحذیر کی گئی ہے، اختلاف وتفریق تقلید اور مقلدین کے سبب بڑھا ہے جنھوں نے دین کو فرقوں میں اور اہل دین کو گروہوں میں بانٹ لیا ہے۔ ہر فرقہ اپنے متبوع امام کی مدد کرتا ہے، اس کی طرف دعوت دیتا ہے، اس کے مخالف کی مذمت کرتا ہے اور اُن کے قول پر عمل جائز نہیں سمجھتا، جیسے وہ کوئی اُن کے علاوہ دوسری ملت ہے، ان پر ردّ وکدح کرتے ہیں اور کہتے ہیں "کتبھم" (ان کی کتابیں) "کتبنا" (ہماری کتابیں) و "ائمتھم" (اُن کے امام) و "ائمتنا" (ہمارے امام) و "مذھبھم" (انکا مذہب) و "مذھبنا" (اور ہمارا مذہب) حالانکہ نبی ایک ہے، قرآن ایک ہے اور خدا بھی ایک ہے، پس ان سب پر واجب ہے کہ وہ اس کلمہ پر جمع ہو جائیں جو

لہ در مناقب احمد" ابن جوزی ص ۱۹۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب کے درمیان برابر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کی اطاعت نہ کریں، کسی کو یہ حیثیت نہ دیں کہ اس کے اقوال کو آپ کی نصوص کی طرح سمجھیں اور ایک دوسرے کو "ارباباً من دون اللہ" نہ بنائیں" اگر اس پر ان کا کلمہ متفق ہو جائے، اللہ ورسول کی طرف دعوت دینے والے کے لیے سب مطیع و منقاد ہو جائیں اور سب کے سب سنتِ نبویہ اور آثارِ صحابہ کو حکم تسلیم کر لیں تو اختلاف کم ہو جائے، اگرچہ اختلاف سے زمین بالکل خالی نہیں ہو سکتی، اس لیے آپ دیکھیں گے کہ سب سے کم اختلاف اہل سنت وحدیث میں ہے۔ پورے خطۂ ارضی پر کوئی گروہ اُن سے زیادہ اتفاق اور کم اختلاف والا نہیں ہے۔ چونکہ اُن کی بنیاد اسی اصول پر ہے جس قدر کوئی فرقہ حدیث سے دُور ہو گا ان کا آپس میں اختلاف اسی قدر سخت اور زیادہ ہو گا۔ سو جس شخص نے حق کو رد کیا اس پر اس کا عمل خلط ملط ہو گیا اور راہِ حق وصواب ملتبس ہو گیا، وُہ نہیں جانتا کہ اسے کدھر جانا ہے، جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے "بل کذبوا بالحق لما جاءھم فھم فی امر مریج" (جب اُن کے پاس حق آیا تو انہوں نے اُسے جھٹلا دیا، پس اب وُہ ڈگمگا رہے ہیں) [1]

مزید فرماتے ہیں،

ہم یہ دعوٰے نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوق پر مسائل دینیہ میں سے ہر چھوٹے بڑے مسئلے میں دلیل کے ساتھ حق کی معرفت فرض قرار دی ہے ہم تو صرف اسی چیز کا انکار کرتے ہیں جس کا ائمۂ اُن سے قبل صحابہ کرام اور تابعین عظام نے انکار کیا اور جو خیر القرون گزر جانے کے بعد، چوتھی صدی ہجری میں، جو زبانِ نبوی پر مذموم ہے، اسلام میں ظاہر ہوئی کہ ایک آدمی کو متعین کرنا اس کے فتاوی کو بمنزلہ نصوصِ شرعیہ کے، بلکہ ان سے بھی مقدم کرنا، اس کے اقوال کو رسول اللہ کے بعد جمیع علماء امت کے اقوال پر ترجیح دینا اور کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور

---

[1] اعلام الموقعین ۲/۲۳۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقوالِ صحابہ سے احکام لینے کی بجائے اس کی تقلید پر اکتفا کرنا اور اس کے ساتھ یہ سمجھنا کہ جس کی تقلید کی جارہی ہے وُہ صرف وہی بات کہتا ہے جو کتاب وسنت میں ہوتی ہے، ایک تو یہ کلام ایسی شہادت کو متضمن ہے جس کے متعلق شاہد کو علم نہیں ہے اور اللہ پر بغیر علم کے بات کہنا ہے دوسرے یہ اپنے متبوع امام کے مخالف کے بارے میں خبر ہے کہ وُہ کتاب کو درست نہیں سمجھا۔ خواہ وُہ اس کے امام سے بھی زیادہ عالم ہو۔ مقلد کہتا ہے کہ میرا متبوع ہی راہِ حق و صواب پر ہے، یا وُہ کہتا ہے کہ دونوں کی بات کتاب وسنت کے موافق ہے۔۔۔۔ خواہ اُن کے اقوال باہم متعارض ہوں تو اس طرح وُہ کتاب وسنت کے دلائل کو متناقض بنا دیتا ہے۔ کیا اللہ اور اس کا رسول بیک وقت دو متضاد باتوں کا حکم دیتے ہیں؟ حالانکہ اس کا اپنا دین آراء الرجال کے تابع ہے۔ نفس الامر میں اس کے لیے کوئی معین حکم نہیں ہے۔ پس وُہ یا تو اس کے مسلک پر چلے گا یا اپنے متبوع کے مخالف کو خطا کار کہے گا۔ ان دو میں سے ایک امر تو اس پر لازم ہوگا۔ یہ اس تقلید کی برکت ہے۔

جب یہ سمجھ میں آگیا تو ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں اب پھر کہتے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے اپنے بندوں پر واجب کیا ہے کہ وُہ حسبِ استطاعت تقوٰی اختیار کریں، تقوٰی کا اصل یہ ہے کہ جس سے ڈرا جائے اس کی معرفت حاصل کی جائے پھر اس پر عمل کیا جائے۔ سو ہر شخص پر واجب ہے کہ جس سے وُہ ڈرتا ہے اس کی معرفت حاصل کرنے میں پوری جدو جہد کرے کہ کس چیز کا اللہ نے حکم دیا ہے، کس چیز سے روکا ہے پھر اللہ و رسولؐ کی اطاعت کا التزام کرے اور جو اس پر مخفی رہ گیا وُہ اس میں سوائے رسول اللہ کے اپنے مثال کی طرح ہے چونکہ آپ کے سوا ہر شخص پر آنحضرتؐ کی لائی ہوئی شریعت سے کچھ نہ کچھ مخفی ہے اس کمی اور خفا کی وجہ سے وُہ اہل علم سے خارج نہیں ہوگا۔ اللہ نے اُس کو اس چیز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا مکلف نہیں ٹھہرایا جس کی معرفت اور اتباع کی وہ طاقت نہیں رکھتا۔

تقلید کے خطرات اور مسلمانوں پر اس کے آثار سیئہ!

برادرانِ گرامی! تقلید کے خطرات اور ہماری امت میں اس کے آثار سیئہ کو اس مقالہ عجالہ میں بیان کرنا حد امکان سے بڑھ کر ہے۔ خاص طور پر اس کی تفصیل کے لیے مستقل کتابیں موجود ہیں، مزید وضاحت کے لیے ان کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے۔ اس میں تو یہ بیان کرنا مقصود تھا کہ یہ بھی ان اسباب کثیرہ میں سے ایک سبب، بلکہ سب سے بڑا سبب ہے جس نے مسلمانوں کو کتاب وسنت کی پیروی سے موڑا اور بجائے کتاب وسنت کے ائمہ مقلدین کے لیے تعصب پیدا کیا۔ مقلدین نے تقلید کو امر واجب قرار دیا جیسا کہ ابھی گزرا اور دین متبوع جس سے چوتھی صدی ہجری کے بعد کسی کے لیے خروج جائز نہیں ہے، اور جس نے اس سے خروج کیا (اور اتباع کتاب وسنت کا علم بلند کیا) اسے طرح طرح کے القاب شنیعہ سے نوازا گیا، اسے مختلف لڑائیوں کا سامنا کرنا پڑا، اور ایسے اتہامات سے بھی محفوظ نہ رہ سکا جو اس میں نہ تھے جیسے ہر اس شخص کو معلوم ہے جو فریقین کے اس موضوع پر بعض رسائل پر مطلع ہے۔

آج اکثر لوگ فقہ مقارن (معروف مذاہب کی فقہ کا تقابلی مطالعہ) کی تعلیم سے محروم ہیں، رہی ایسی فقہ ہے جس پر بحث کرنے اور اس میں رسوخ حاصل کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ مقلدین اتباع کتاب وسنت بلکہ نفس اپنے ائمہ کی تقلید سے کس قدر دور ہیں بوجہ اپنے مذہبی تعصب کے، حالانکہ اس کی تدریس بعض پی۔ ایچ۔ ڈی اساتذہ کے سپرد ہے۔ جب صورت یہ ہے تو آدمی کو ان ڈاکٹر حضرات سے پڑھنے کی بجائے صرف ان چند احادیث کو یاد کر لینا ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کافی ہے جنھیں ہم نے پہلی دو فصلوں میں ذکر کیا ہے ایسی ہزاروں احادیث ہیں جن سے وُہ سمجھ جائے گا کہ مقلدین کے مختلف فرقوں نے تقلیدی دین اور غیر معصوم ائمہ کے لیے تعصب کی وجہ سے ان احادیث سے کنارہ کشی کر لی ہے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے اعلام الموقعین میں ۷۳ سنن صریحہ وصحیحہ بطور مثال بیان کی ہیں، جنھیں مقلدین نے رد کر دیا ہے، ان پر مفصل کلام کیا ہے اور بہترین علمی مناقشہ کیا ہے اور ان کے شروع میں چند ایسی مثالیں ذکر کی ہیں جن میں انھوں نے سنن کو عقائد کے بارے میں رد کیا ہے۔ جیسے اللہ کی اپنی مخلوق پر بلندی اور اس کا مستوی علی العرش ہونا وغیرہ مسائل ہیں، میں اس کو تائید کے طور پر ذکر کرتا ہوں کہ شیخ صالح بن محمد الفلانی کی کتاب "ایقاظ ہمم اولی الابصار" (ص ۹۹) میں ہے، کہ علامہ ابن دقیق العید نے ائمہ اربعہ کے ان مسائل کو ایک ضخیم جلد میں جمع کیا ہے جن میں انھوں نے صحیح حدیث کے ساتھ انفرادی یا اجتماعی طور پر اختلاف کیا ہے وُہ اس کے شروع میں ذکر کرتے ہیں۔

"بلاشبہ ان مسائل کی ائمہ مجتہدین کی طرف نسبت حرام ہے اور ان ائمہ مجتہدین کی تقلید کے دعویدار فقہاء کا فرض ہے کہ وُہ ان مسائل کی معرفت حاصل کریں تاکہ وُہ انھیں ان کی طرف منسوب کر کے ان پر جھوٹ نہ باندھیں۔"

نئی نسل کے فرائض! برادرانِ گرامی! آخری گزارش یہ ہے کہ میری اس گفتگو کا یہ مقصد نہیں ہے کہ میں تمھیں اس بات پر انگیخت کرتا ہوں کہ آپ سب ائمہ مجتہدین اور فقہاء محققین بن جائیں۔ اگرچہ ایسا ہو لے پر جیسے آپ کو خوشی ہو گی مجھے بھی ویسے ہی خوشی ہو گی۔ چونکہ مختلف شعبوں میں تخصص حاصل کرنے اور متخصصین کو آپس میں تعاون کرنے کی ضرورت کے پیش نظر ایسا ہونا عادتاً ناممکن ہے۔ میرا ارادہ اس سے درج ذیل دو امور کی طرف توجہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلانا ہے۔

اول: نئی نسل کے جوانوں کو چاہیے کہ ایک خاص امر کا خیال رکھیں جس سے آجکل جدید ذہن کے مومن صفات اور اسلامی ثقافت کے حامل نوجوان بھی غافل ہیں، حالانکہ وہ ایسے دور میں زندگی بسر کر رہے ہیں جس میں انہوں نے سید قطب شہیدؒ اور مولانا مودودی وغیرہما جیسے مسلم مصنفین کی کتابوں اور کوششوں سے یہ جان لیا ہے کہ تشریع کا حق صرف اللہ وحدہٗ کی ذات کو حاصل ہے۔ اس میں کوئی انسان شریک نہیں ہے جسے وہ اس نعرے سے تعبیر کرتے ہیں کہ "حاکمیت صرف اللہ کے لیے ہے"

اس کتاب کے شروع میں جو نصوص ذکر کی گئی ہیں اُن سے بھی یہی تصریح ہوتی ہے، لیکن یہ نعرہ بلند کرنے والے اور اس پر ایمان رکھنے والے نوجوانوں کی اکثریت اس حقیقت سے آگاہ نہیں ہے کہ اس میں کوئی فرق نہیں ہے کہ ایک من دون اللہ کا اتباع کرنے والا مسلمان جو اللہ کے احکام میں سے کسی حکم کو خطا بتاتا ہے یا ایک کافر جس نے اپنی ذات کو اللہ کے برابر بحیثیت شارع کے کھڑا کر لیا ہے، برابر ہیں اسی طرح ان کے عالم و جاہل ہونے میں بھی فرق نہیں ہے۔ یہ سب مبدء مذکور "حاکمیت اللہ کے لیے ہے" کے منافی ہے۔ جس پر بحمد اللہ آج کا نوجوان ایمان رکھتا ہے۔ میں آپ کو اس پر متنبہ کرنا اور نصیحت کرنا چاہتا ہوں، چونکہ نصیحت مومنوں کو نفع دیتی ہے۔ (ان الذکریٰ تنفع المؤمنین۔

میں نے کئی جوانوں کو سنا کہ وہ پوری جرأت و ہمت اور اسلامی غیرت کے ساتھ "اللہ وحدہٗ کی حاکمیت" کا اقرار کرانے کے لیے خطبے دیتے ہیں، کافر حکومتوں سے ٹکر لیتے ہیں۔ یہ بڑی خوش آئند بات ہے، اگرچہ ہم اُن کے خیالات میں جو فی نفسہٖ اس نعرے کے منافی ہیں تغیر نہیں کر سکتے، حالانکہ اس میں تغیر آسان ہے انہیں اس پر متنبہ کریں گے اور انہیں یاد دلائیں گے کہ خبردار یہ تقلیدی دین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور نصوص کتاب و سنت کا رد ہے۔ سو آپ اگر کسی ایسے ہی غیرتِ اسلامیہ سے مالا مال اور حاکمیت الٰہیہ کے علمبردار نوجوان خطیب کو متنبہ کریں کہ آپ سے فلاں آیت یا حدیث کی مخالفت سرزد ہو رہی ہے تو وہ بجائے اس پر متنبہ ہونے کے فوراً اپنے مذہب سے حجت پکڑے گا۔ صد افسوس کہ وہ جس عظیم مقصد کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہے اپنے عمل سے اُس کی مخالفت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اِنَّمَا کَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ لِیَحْکُمَ بَیْنَھُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

(مومنوں کو جب اللہ اور اس کے رسول کا حکم ماننے کی دعوت دی جاتی ہے تو اُن کا جواب صرف یہ ہوتا ہے کہ ہم نے سنا اور تسلیم کیا، یہی لوگ کامیاب و کامران ہیں) ان نوجوانوں کا فرض ہے کہ وہ فوراً اس نصیحت اور دلیل کو تسلیم کریں چونکہ یہ علم ہے اور تقلید سے نہ چمٹے رہیں، چونکہ وہ جہالت ہے۔

دوم: یہ کہ آپ اپنے اندر کم از کم وہ مرتبہ ضرور پیدا کریں جو ہر مسلمان کے لیے ضروری اور ممکن ہے وہ مرتبہ اجتہاد و تحقیق جس پر صرف خواص ہی فائز ہو سکتے ہیں، سے الگ تر ہے، میری مراد اس سے اتباعِ رسول اور اپنی ذات کو اتباع کے لیے مخصوص کرنا ہے، آپ میں سے ہر ایک حسبِ طاقت جیسے عبادت میں اللہ کی وحدانیت کا قائل ہے، ویسے ہی اتباع میں رسول اللہ کی انفرادیت کا بھی قائل ہو۔

سو جیسے تمہارا معبود ایک ہے، متبوع بھی ایک ہے۔ اللہ کی الوہیت اور محمد رسول اللہ کی رسالت کی عملاً شہادت یہی ہے۔

عزیزانِ گرامی! آپ اپنی طبائع میں یہ انقلاب پیدا کرنے کی کوشش کریں

لہ "المنوبہ" (۵۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ آنحضرتؐ کی جو بھی حدیث تمہیں ثابت ہو جائے اس پر ایمان لائیں خواہ وُہ عقائد سے متعلق ہو یا احکام سے، اس پر آپ کے خاندانی اور موروثی مذہب کے امام نے یا ائمہ اسلام میں سے کسی دوسرے امام نے صاد کیا ہو یا نہ!

ایسے قواعد کی آڑ نہ لیں جو غیر مجتہدین رجال کے افکار و اجتہادات پر استوار ہیں، وُہ آپ کو اتباعِ رسول سے روکیں گے۔ کسی بشر کی تقلید نہ کریں خواہ کتنا ہی بلند و بالا اور نامور ہو کہ تم فرمانِ نبویؐ ملنے کے بعد اس کے قول کو ترجیح دینے لگ جاؤ گے۔

صرف اسی ایک صورت میں آپ اپنے علم و عمل سے اس بات کا ثبوت دے سکتے ہیں کہ لا الٰہ الا اللہ دستورِ حیات ہے اور "حاکمیت صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے" ہے۔ اس کے بغیر ممکن نہیں ہے کہ ہم قرآنی احکام کے فرمانبردار یکتائے روزگار جوانوں کی مثالی جماعت پیدا کر سکیں جو مسلم معاشرہ، اس کی خصوصیات سمیت قائم کرنے میں موثر کردار ادا کر سکے۔ اور بالطبع اسلامی حکومت کے لیے راہ ہموار کرے اور ایک بہت بڑے داعیٔ اسلام رحمہ اللہ کی حکمتِ صادقہ کا مصداق ہو کہ "تم اپنے قلوب میں اسلام کی حکومت قائم کر لو، زمین پر وُہ خود بخود قائم ہو جائے گی" شاید یہ وقت قریب ہو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ۔

اے ایمان والو! اللہ اور اُس کے رسول کی دعوت کو فوراً قبول کرو جب وُہ تمہیں کسی ایسی چیز کے لیے بلائیں جس میں تمہاری زندگی ہو اور جان لو کہ اللہ بندے اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور بلاشک تمہیں اسی کی طرف اکٹھا کیا جائے گا۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

02601

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Regd. No. L : 7895

Phone : 852897

Monthly 'MUHADDIS' Lahore

★ عناد اور تعصب قوم کے لیے زہرِ ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں ـــــــ لیکن تعصبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کے لیے رحمت کا باعث ہے۔

★ علوم جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی اِرتقا کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں ـــــــ لیکن قدیم علوم اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دقیانوس بتانا اُمّت کی تباہی کا سبب ہے۔

★ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اقدار کے منافی ہے ـــــــ لیکن دین اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا، حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

★ تبلیغ دین اور نشر و اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالحِ دینیہ کے خلاف ہے ـــــــ لیکن حرام و حلال کے امتیاز میں رواداری برتنا اور قوانین و مسائلِ اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی رُوح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

★ آئین و سیاست سے بیگانہ ہو کر عبادت کے لیے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے ـــــــ لیکن

ع جُدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

★ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عباد ِصالحین کے اوصاف میں داخل ہے ـــــــ لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

◎

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو :

مُحدّث

کا مطالعہ فرمائیے۔ آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزیّن پائیں گے ان شاء اللہ۔ کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

زرِ سالانہ ۱۵ روپے

فی پرچہ ۱/۵۰ روپے

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL : 99 (J) MODEL TOWN, LAHORE-14

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ